بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم　　نحمده ونصلّی علی رسوله الکریم　　و علی عبده المسیح الموعود

جماعت احمدیہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلّہ

لندن

اخبار احمدیہ

اپریل،مئی ۲۰۲۲ء　　شعبان،رمضان،شوال ، ہجری قمری ۱۴۴۳　　شہادت،ہجرت،ہجری شمسی ۱۴۰۰　　شمارہ ۲

شوریٰ کی ضرورت

’’سب سے پہلے میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مجلس جس کو پُرانے نام کی وجہ سے کارکن کانفرنس کے نام سے یاد کرتے رہے ہیں کیا چیز ہے؟ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا شیوہ یہ ہے کہ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ اپنے معاملات میں مشورہ لے لیا کریں۔ مشورہ بہت ضروری اور مفید چیز ہے اور بغیر اِس کے کوئی کام مکمل نہیں ہوسکتا۔ اِس مجلس کی غرض کے متعلق مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ ایسی اغراض جن کا جماعت کے قیام اور ترقی سے گہرا تعلق ہے ان کے متعلق جماعت کے مختلف لوگوں کو جمع کر کے مشورہ لے لیا جائے تا کہ کام میں آسانی پیدا ہو جائے یا ان احباب کو ان ضروریات کا پتہ لگے جو جماعت سے لگی ہوئی ہیں تو یہ مجلس شوریٰ ہے۔ میں پورے طور پر تو نہیں کہہ سکتا کہ باہر کی کانفرنسیں کن اغراض کے لئے منعقد ہوتی ہیں مگر یہ مجلس شوریٰ ہے۔‘‘

(خطاب 15 /اپریل 1922ء، خطاباتِ شوریٰ جلد اول صفحہ 3-4)

یومِ مسیح موعود

DAY 2022 (AT BAIT-UL-FUTUH MOSQUE)

امیر جماعت برطانیہ
رفیق احمد حیات

مبلغ انچارج
عطاء المجیب راشد

نگران
منصور احمد شاہ

مدیرِ اعلیٰ
ولید احمد

ادارتی بورڈ
لطیف احمد شیخ، مبارک صدیقی، رانا عبدالرزاق خاں

پروف ریڈنگ
افضال ربانی

ٹائپ سیٹنگ
لطیف احمد شیخ

میگزین ڈیزائن
اظہر مانی

سرورق ڈیزائن
مرزا ندیم احمد

ایڈیٹر انگریزی
احد بھنو ، عابد احمد

میگزین ڈیزائن
مرزا ندیم احمد

ترجمہ - شیخ رفیق احمد

پروف ریڈنگ
محمود احمد

مینیجر - شیخ طاہر احمد

ترسیل
رفیق صالح ناصر، ابراہیم خان، ارسلان توقیر ملک، دانیال احمد صدیقی، مبشر شہزاد، عادل عرفان، وقار خالد، ولید احمد ، جلیس حامد، یاسر احمد، اویس احمد ، تصدق خان ، کامل محمود، عادل محمود ۔

فہرست مضامین

صفحہ

مضمون	صفحہ
قال اللہ تعالیٰ ، قال الرسول ﷺ ، کلام الامام علیہ السلام	4
اداریہ	5
خلاصہ خطبات جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	6
حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت	18
دورِ خلافت خامسہ میں الٰہی تائیدات	25
نظامِ شوریٰ کے مقاصد وافادیت اور ممبران شوریٰ کی ذمہ داریاں	33
احمدی کا باپ کبھی نہیں مرتا	40
خبرنامہ	43
گل دستہ	54

قال اللہ تعالیٰ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں
اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے

(سورۃ الانعام آیت ۱۶۳ ترجمہ از حضرت خلیفتہ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

قال الرسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ
فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ، وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَہٗ۔

حضرت شدّاد بن اوس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو نرمی اور مہربانی سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر تم کسی جانور کو مارنے لگو تو اس میں بھی نرمی اور رحمدلی دکھاؤ اور جب کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے اور رحمدلی کے طریق سے ذبح کرو۔ مثلاً اپنی چھری تیز کرلو اور اس طرح سے اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔

(مسلم کتاب الصید و الذبائح باب الامر باحسان الذبح)

کلام الامام علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں وہاں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔ خدا نے بہشت کی خوبیاں اس پیرایہ میں بیان کی ہیں جو عرب کے لوگوں کی چیزیں دل پسند تھیں وہی بیان کردی ہیں تا اس طرح پر ان کے دل مائل ہو جائیں اور دراصل وہ چیزیں اور ہیں، یہی چیزیں نہیں، مگر ضرور تھا کہ ایسا بیان کیا جاتا تا کہ دل مائل کئے جائیں۔“

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن، جلد ۲۳، صفحہ ۴۸۲)

اداریہ

قارئین کرام جب یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو عید قربان کی آمد آمد ہوگی۔ ہر کسی کو نئے کپڑوں کی فکر بھی ہوگی اور ہر گھر میں عید کی خوشیاں منانے کے لئے میل ملاقات کے پروگرام بھی ترتیب دیئے جا رہے ہوں گے۔ لیکن اس موقع پر ہمیں اس عید کے منانے کی وجوہات اور اس کی حقیقت کو نہ صرف بھولنا نہیں چاہئے بلکہ اُس کو عملی طور پر اپناتے ہوئے اپنے بچوں اور دیگر اہل خانہ کو آگاہ کرتے ہوئے ایک مثال بھی پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”حضرت ابرہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا، آنحضرت ﷺ نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ وقت خدا کا ہو جائے۔ اور خدا کے حکم کے سامنے اس کی اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اقرباء و اعزاء کا خون بھی خفیف نظر آوے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے، کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے، گویا خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ باپوں نے اپنے بچوں کو، بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے بھی کئے جاویں تو ان کی راحت ہے۔ مگر آج غور کر کے دیکھو کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو و لعب کے روحانیت کا کونسا حصہ باقی ہے۔ یہ عید الاضحیٰ پہلی عید سے بڑھ کر ہے اور عام لوگ بھی اس کو بڑی عید تو کہتے ہیں مگر سوچ کر بتلاؤ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں جو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں۔ اور اس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحی میں رکھا گیا ہے۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۲۷)

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ”حقیقی قربانی کی عید بھی انہی کی ہے جو اس روح کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے اپنی قربانی کر کے کی۔ جو روح ان تینوں کی قربانی کے پیچھے کارفرما تھی اس کو سمجھنے کی ایک مومن کوشش کرتا ہے۔ ہم تبھی حقیقی عید منانے والے ہوں گے جب یہ روح سمجھنے والے ہوں گے۔ ورنہ بکرے، دنبے، گائے وغیرہ ذبح کر کے ان قربانی کرنے والوں کی اکثریت تو صرف اپنی امارات کا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ لوگوں کے گھروں میں گوشت بھیجنا یا قربانی کرنا، جانور ذبح کرنا، لوگوں کی دعوت کرنا یہ اس قربانی کا مقصد نہیں ہے۔

(خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ ۹ دسمبر ۲۰۰۸ء)

پس ہمیں قربانی کرتے وقت اللہ کا تقویٰ، اُسوہ رسول کریم ﷺ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید اور کلمہ حق کی سربلندی کے لئے کی گئی قربانیوں کو یاد کرنا چاہئے اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور پاکیزہ زندگی کو اپنانا چاہئے کیونکہ یہی قربانیاں ہم کو سکھاتی ہیں کہ ہمیں اسلام کی خاطر ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ یہ قربانی کی عید اور آئندہ آنے والی تمام عیدیں اَن گنت خوشیوں کا باعث بنیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ہر احمدی گھرانہ فیضیاب ہو اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عنایات کا سلسلہ ہم پر جاری رہے۔ آمین

خلاصہ خطباتِ جمعہ

فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(خلاصہ خطباتِ جمعہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت اور مدینہ پہنچنے کا تذکرہ

۱۴ جنوری ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۴ صلح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ گذشتہ سے پہلے خطبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس میں سراقہ کا یہ ذکر ہوا تھا کہ وہ بھی انعام کے لالچ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کی نیت سے نکلا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اس کے آگے روکیں کھڑی کر دیں تو اس نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ جب آپؐ کی حکومت ہو تو مجھے امان دیجیے اور ایک تحریر لکھوائی۔ ایک روایت کے مطابق اس کے واپس لوٹتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: سراقہ تیرا کیا حال ہو گا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے۔ سراقہ حیرت زدہ ہو کر پلٹا اور کہا کہ کسریٰ بن ہُرمُز؟ آپؐ نے فرمایا ہاں وہی کسریٰ بن ہرمز۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں کسریٰ کے کنگن اور اس کا تاج اور اس کا کمر بند لایا گیا تو حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلایا اور فرمایا: اپنے ہاتھ بلند کرو اور انہیں کنگن پہنائے اور فرمایا کہو تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے کسریٰ بن ہُرمُز سے یہ دونوں چھین کر عطا کیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے جاںنثار رفیق سفر حضرت ابوبکرؓ خدائی تائید و نصرت کے ساتھ گویا محافظ فرشتوں کے جلو میں عازم سفر تھے۔ بخاری کی ایک روایت ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ راہ گزرتے ہوئے کئی دوسرے قافلے والے جو کہ حضرت ابوبکرؓ کو ان کے اکثر تجارتی سفروں کی وجہ سے انہی جگہوں پر دیکھ چکے تھے پوچھتے کہ آپؓ کے ساتھ یہ کون ہے؟ تو آپؓ کہہ دیتے کہ یہ مجھے راستہ دکھانے والے ہیں۔ لوگ سمجھتے یہ گائیڈ ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی مراد راہ ہدایت سے ہوتی۔ آٹھ دن سفر کرتے ہوئے خدائی نصرتوں کے ساتھ آخر کار پیر کے دن آپؐ مدینہ کے راستے قُبا پہنچ گئے۔ حدیث میں ہے کہ پیر کے دن آپؐ پیدا ہوئے۔ پیر کے دن مکہ سے نکلے اور پیر کے دن مدینہ پہنچے اور پیر کے دن آپؐ کی وفات ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سے زائد راتیں قُبا میں قیام فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عَمرو بن عوف یعنی قُبا میں سوموار، منگل، بدھ اور جمعرات، چار دن قیام فرمایا اور جمعہ کو مدینہ کی طرف نکلے۔ ایک اور روایت میں ذکر ہے کہ آپؐ نے بائیس راتیں قیام فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بخاری کا ایک حوالہ درج فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''بخاری میں بَراء بن عازِب کی روایت ہے کہ جو خوشی انصار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے وقت پہنچی تھی ویسی خوشی کی حالت میں مَیں نے انہیں کبھی کسی اَور موقع پر نہیں دیکھا۔'' ترمذی اور ابن ماجہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب

حضرت علیؓ نے فرمایا:
لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر حضرت ابوبکرؓ ہیں

۲۱ جنوری ۲۰۲۲ء بمطابق ۲۱ صلح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آج کل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ مدینہ کے قیام کا سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھا۔ جس جگہ آپؐ کی اونٹنی آ کر بیٹھی تھی وہ مدینہ کے دو مسلمان بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی جو حضرت اَسعد بن زُرَارَہؓ کی نگرانی میں رہتے تھے۔ یہ ایک افتادہ جگہ تھی جس کے ایک حصہ میں کہیں کہیں کھجوروں کے درخت تھے اور دوسرے حصہ میں کچھ کھنڈرات وغیرہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسجد اور اپنے حجرات کی تعمیر کے لیے پسند فرمایا اور دس دینار میں زمین خرید لی گئی اور جگہ کو ہموار کر کے اور درختوں کو کاٹ کر مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا مانگتے ہوئے سنگِ بنیاد رکھا اور جیسا کہ قبا کی مسجد میں ہوا تھا صحابہ نے معماروں اور مزدوروں کا کام کیا جس میں کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شرکت فرماتے تھے۔ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے یوں محسوس کیا کہ ہمارے لئے مدینہ روشن ہوگیا اور جب آپؐ فوت ہوئے تو اس دن سے زیادہ تاریک ہمیں مدینہ کا شہر کبھی نظر نہیں آیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اور حضرت ابوبکرؓ کے اہل وعیال کو مدینہ بلانے کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”کچھ عرصہ کے بعد آپؐ نے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ کو مکہ میں بھجوایا کہ وہ آپؐ کے اہل وعیال کو لے آئے۔ چونکہ مکہ والے اِس اچانک ہجرت کی وجہ سے کچھ گھبرا گئے تھے اِس لئے کچھ عرصہ تک مظالم کا سلسلہ بند رہا اور اسی گھبراہٹ کی وجہ سے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے خاندان کے مکہ چھوڑنے میں مزاحم نہیں ہوئے اور یہ لوگ خیریت سے مدینہ پہنچ گئے۔ اس عرصہ میں جو زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدی تھی سب سے پہلے وہاں آپؐ نے مسجد کی بنیاد رکھی اور اس کے بعد اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے مکان بنوائے۔“

حضور انور نے آخر میں چودھری مکرم اصغر علی کلار صاحب اسیر راہ مولیٰ کی حالت اسیری میں وفات پر فرمایا کہ یہ شہیدوں میں ہی شمار ہوں گے۔ اس کے بعد مکرم مرزا امتیاز احمد صاحب ربوہ، کرنل ریٹائرڈ ڈاکٹر مکرم عبدالخالق صاحب ربوہ کی وفات پر ان سب کے ذکر خیر اور جماعتی خدمات کے تذکرے کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مکانوں کے لئے زمین عطا فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ان کے گھر کی جگہ مسجد کے پاس مقرر فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی مؤاخات کے بارے میں روایات ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت خارجہ بن زیدؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا۔ صحیح بخاری کے شارح علامہ قسطلانی بیان کرتے ہیں کہ مؤاخات دو مرتبہ ہوئی۔ پہلی مرتبہ ہجرت سے قبل مکہ میں۔ پھر جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین اور انصار کے درمیان حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں مؤاخات قائم فرمائی۔ ابن سعدؒ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو صحابہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی یعنی پچاس مہاجرین اور پچاس انصار کے درمیان۔

حضور انور نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری کے بارے میں حضرت علیؓ سے ایک روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے صحابہ کے ایک گروہ سے پوچھا کہ مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہادر شخص کے متعلق بتاؤ۔ لوگوں نے جواب دیا کہ آپؓ یعنی حضرت علیؓ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ جب بدر کا دن تھا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان تیار کیا۔ پھر ہم نے کہا کہ کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تاکہ آپؐ تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی آپؐ کے قریب نہ گیا مگر حضرت ابوبکرؓ تلوار کو سونتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس کھڑے ہو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مشرک نہیں پہنچے گا مگر پہلے وہ ابوبکرؓ سے مقابلہ کرے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ ہر سرکش کافر سے لڑنے کے لئے تیار تھے اگرچہ آپؓ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اس معرکے میں آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن کفار کی جانب سے لڑنے کے لئے آئے تھے اور عرب میں سب سے بڑے بہادروں میں سے ایک سمجھے جاتے تھے اور قریش میں تیراندازی میں سب سے بڑے ماہر تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اپنے والد حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا: بدر کے دن آپؓ میرے سامنے واضح نشان وہدف پر تھے لیکن مَیں آپؓ سے ہٹ گیا اور آپؓ کو قتل نہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر تُو میرے نشانے پر ہوتا تو مَیں تجھ سے نہ ہٹتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے موت پر بیعت لی۔ جب بظاہر مسلمانوں کی پسپائی ہوئی تھی تو وہ ثابت قدم رہے اور اپنی جان پر کھیل کر آپؐ کا دفاع کرنے لگے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے۔ ان بیعت کرنے والے خوش نصیبوں میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سہل بن حُنَیفؓ اور حضرت اَبُو دُجانہؓ شامل تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بعض غزوات کا ذکر

۲۸ جنوری ۲۰۲۲ء بمطابق ۲۸ صلح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا اور یہی آج بھی چلے گا۔ غزوہ حمراء الاسد کے بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے دن احد سے واپس تشریف لائے۔ اتوار کے دن جب فجر طلوع ہوئی تو حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں کو بلوایا اور آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ وہ یہ اعلان کریں کہ رسول اللہؐ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ دشمن کے لئے نکلو اور ہمارے ساتھ وہی نکلے جو احد کی لڑائی میں شامل تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا منگوایا جو کہ گذشتہ روز سے بندھا ہوا تھا۔ اس کو ابھی تک کھولا نہیں گیا تھا۔ آپؐ نے یہ جھنڈا حضرت علیؓ کو دے دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو دیا تھا۔ بہرحال

مسلمانوں کا یہ قافلہ جب مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر حمراء الاسد پہنچا تو مشرکین کو خوف محسوس ہوا اور مدینہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ ترک کر کے وہ واپس مکہ روانہ ہو گئے۔

حضور انور نے غزوہ بنو نضیر، غزوہ بدر الموعد، غزوہ بنو مُصطلق کے بعد واقعہ افک کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''خدا تعالیٰ نے اپنے اخلاق میں یہ داخل رکھا ہے کہ وہ وعید کی پیشگوئی کو توبہ و استغفار اور دعا اور صدقہ سے ٹال دیتا ہے اسی طرح انسان کو بھی اس نے یہی اخلاق سکھائے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت جو منافقین نے محض خباثت سے خلاف واقعہ تہمت لگائی تھی اس تذکرہ میں بعض سادہ لوح صحابہ بھی شریک ہو گئے تھے۔ ایک صحابی ایسے تھے کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے دو وقتہ روٹی کھاتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی اس خطا پر قسم کھائی تھی اور وعید کے طور پر عہد کر لیا تھا کہ میں اس بے جا حرکت کی سزا میں اس کو کبھی روٹی نہ دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النور: 23)۔ تب حضرت ابوبکرؓ نے اپنے اس عہد کو توڑ دیا اور بدستور روٹی لگا دی۔'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''اسی بنا پر اسلامی اخلاق میں یہ داخل ہے کہ اگر وعید کے طور پر کوئی عہد کیا جائے تو اس کا توڑنا حسنِ اخلاق میں داخل ہے۔ مثلاً اگر کوئی اپنے خدمت گار کی نسبت قسم کھائے کہ میں اس کو ضرور پچاس جوتے ماروں گا تو اس کی توبہ اور تضرع پر معاف کرنا سنت اسلام ہے تا تخلق باخلاق اللہ ہو جائے مگر وعدہ کا تخلف جائز نہیں۔ ترکِ وعدہ پر باز پرس ہوگی مگر ترکِ وعید پر نہیں۔''

حضور انور نے فرمایا کہ قریش مکہ اور مسلمانوں کے مابین تیسرا بڑا معرکہ غزوہ خندق بھی کہلاتا ہے۔ یہ غزوہ شوال 5 ہجری میں ہوا۔ چونکہ قریش، یہود خیبر اور بہت سے گروہ اس میں جتھہ بندی کر کے مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے اس لئے قرآن کریم میں مذکور نام احزاب سے بھی یہ معرکہ منسوب ہے یعنی غزوہ احزاب۔ عہد نبویؐ میں مدینہ کی شمالی سمت کھلی تھی۔ باقی تین اطراف میں مکانات اور نخلستان تھے جن میں سے دشمن گذر نہ سکتا تھا۔ چنانچہ کھلی سمت میں خندق کھود کر شہر کے دفاع کا فیصلہ ہوا۔ خندق کھودنے میں کوئی مسلمان پیچھے نہیں رہا اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو جب ٹوکریاں نہ ملتیں تو جلدی میں اپنے کپڑوں میں مٹی منتقل کرتے تھے اور وہ دونوں نہ کسی کام میں اور نہ سفر و حضر میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے۔ قریش اور اس کے حامیوں کے دس ہزار کے لشکر نے مدینہ کے مسلمانوں کا جب محاصرہ کر لیا تو اس محاصرہ کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ مسلمانوں کے لشکر کے ایک حصہ کی قیادت کر رہے تھے۔ بعد میں اس جگہ جہاں حضرت ابوبکرؓ نے قیادت فرمائی ایک مسجد بنا دی گئی جسے مسجد صدیق کہا جاتا تھا۔ یہ ذکر ابھی آئندہ بھی ان شاء اللہ چلے گا۔

حضور انور نے آخر میں مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مختار احمد گوندل صاحب، مکرم میر عبدالوحید صاحب اور مکرم سید وقار احمد صاحب آف امریکہ کی وفات پر ان سب کے ذکر خیر اور جماعتی خدمات کے تذکرے کے بعد ان کے نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بعض غزوات کا ذکر

۴؍فروری ۲۰۲۲ء بمطابق ۴؍تبلیغ ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آج کل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا ہے اور بعض غزوات کا بھی ذکر ہوا تھا۔ غزوہ بنو قریظہ ایک غزوہ تھا۔ واقدی نے غزوہ بنو قریظہ میں شامل افراد کے نام درج کئے ہیں جس کے مطابق قبیلہ بنو تیم میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ بھی غزوہ بنو قریظہ میں شامل ہوئے تھے۔ عبدالرحمٰن بن غنمؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہؐ! لوگ اگر

آپؐ کو دنیاوی زینت والے لباس میں دیکھیں گے تو ان میں اسلام قبول کرنے کی خواہش زیادہ ہو گی۔ پس آپؐ وہ حلّہ زیب تن فرمائیں جو حضرت سعد بن عبادہؓ نے آپؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ پس آپؐ اسے پہنیں تا کہ مشرکین آپؐ پر خوبصورت لباس دیکھیں۔ آپؐ نے فرمایا مَیں ایسا کروں گا۔ اللہ کی قسم! اگر تم دونوں میرے لئے کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہارے مشورے کے خلاف نہیں کرتا۔ اور میرے ربّ نے میرے لئے تمہاری مثال ایسی ہی بیان کی ہے جیسا کہ اس نے ملائک میں سے جبرائیل اور میکائیل کی مثال بیان کی ہے۔ جہاں تک ابنِ خطاب ہیں تو ان کی مثال فرشتوں میں سے جبرائیل کی سی ہے۔ اللہ نے ہر امّت کو جبرائیل کے ذریعہ ہی ہلاک کیا ہے اور ان کی مثال انبیاء میں سے حضرت نوحؑ کی سی ہے۔ اور ابنِ ابی قحافہ کی مثال فرشتوں میں میکائیل کی مانند ہے۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ کی مثال۔ جب وہ مغفرت طلب کرتا ہے تو ان لوگوں کے لئے جو زمین میں ہیں اور انبیاء میں اس کی مثال حضرت ابراہیمؑ کی مانند ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم دونوں میرے لئے کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ تو میں مشورہ میں تم دونوں کے خلاف نہیں کروں گا۔ لیکن تم دونوں کی حالت مشورے میں کئی طرح کی ہے جیسے جبرائیل اور میکائیل اور نوح اور ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کا معاہدہ ہو رہا تھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ کہتے تھے کہ مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا کیا آپؐ سچ مچ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر ہم اپنے دین سے متعلق ذلت آمیز شرطیں کیوں مانیں؟ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ وہ میری مدد کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ کیا آپؐ ہم سے نہیں کہتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ میں پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: بیشک میں نے کہا تھا اور کیا میں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ ہم بیت اللہ اسی سال پہنچیں گے؟ حضرت عمرؓ کہتے تھے۔ میں نے کہا نہیں تو آپؐ نے فرمایا تو پھر بیت اللہ ضرور پہنچو گے اور اس کا طواف بھی کرو گے۔ مگر حضرت عمرؓ کی تسلی نہیں ہوئی لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص رعب تھا اس لئے حضرت عمرؓ وہاں سے ہٹ کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بھی اسی قسم کی جوش کی باتیں کیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی اسی قسم کے جواب دیئے مگر ساتھ ہی حضرت ابوبکرؓ نے نصیحت کے رنگ میں فرمایا: دیکھو عمرؓ سنبھل کر رہو۔ رسولِ خداؐ کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دینا کیونکہ خدا کی قسم! یہ شخص جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا ہے بہرحال سچا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں اپنے جوش میں یہ ساری باتیں کہہ تو گیا مگر بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی اور میں توبہ کے رنگ میں اس کمزوری کے اثر کو دھونے کے لئے بہت سے نفلی اعمال بجالایا۔ یعنی صدقے کئے۔ روزے رکھے۔ نفلی نمازیں پڑھیں اور غلام آزاد کئے تا کہ میری اس کمزوری کا داغ دھل جائے۔'' حضرت ابوبکرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑی کوئی اَور فتح نہیں ہے۔

حضور انور نے سریہ حضرت ابوبکرؓ بطرف بَنُو فَزَارَہ، غزوہ خیبر، سَرِیَّہ حضرت ابوبکرؓ بطرف نجد اور غزوہ فتح مکہ کے ذکر کے بعد فرمایا کہ ابھی اس کا تسلسل آگے جاری ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم!
میں ابوبکرؓ سے کسی چیز میں
کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا

۱۱؍فروری ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۱ تبلیغ ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ تاریخ میں فتح مکہ کے حوالے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خواب کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا خواب بیان کرتے

ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! مجھے خواب دکھایا گیا ہے اور مَیں نے خواب میں آپؐ کو دیکھا کہ ہم مکہ کے قریب ہو گئے ہیں۔ پس ایک کتیا بھونکتے ہوئے ہماری طرف آئی پھر جب ہم اس کے قریب ہوئے تو وہ پشت کے بل لیٹ گئی اور اس سے دودھ بہنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا شر دور ہو گیا اور نفع قریب ہو گیا۔ وہ تمہاری قرابت داری کا واسطہ دے کر تمہاری پناہ میں آئیں گے اور تم ان میں سے بعض سے ملنے والے ہو۔ یہ تعبیر فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پس اگر تم ابوسفیان کو پاؤ تو اسے قتل نہ کرنا۔

حضور انور نے فرمایا کہ فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ابوسفیان شرف کو پسند کرتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں رہے گا۔ مکہ فتح کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہُبَل بت کے بارے میں حکم دیا۔ چنانچہ وہ گرا دیا گیا اور آپؐ اس کے پاس کھڑے تھے۔ اس پر حضرت زُبیر بن عوّامؓ نے ابوسفیان سے کہا۔ اے ابوسفیان! ہُبَل کو گرا دیا گیا ہے حالانکہ تُو غزوہ احد کے دن اس کے متعلق بہت غرور میں تھا جب تُو نے اعلان کیا تھا کہ اس نے تم لوگوں پر انعام کیا ہے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا اے عوّام کے بیٹے! ان باتوں کو اَب جانے دو کیونکہ مَیں جان چکا ہوں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے علاوہ بھی کوئی خدا ہوتا تو جو آج ہوا وہ نہ ہوتا۔

حضور انور نے غزوہ حُنین اور غزوہ طائف کے بعد غزوہ تبوک کے ذکر میں فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں بڑا جھنڈا آپؓ کو عطا فرمایا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرام کو غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے حکم دیا تو آپؐ نے مکہ اور دیگر قبائل عرب کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ بھی آپؐ کے ساتھ چلیں اور آپؐ نے امراء کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور سواری مہیا کرنے کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ اس موقع پر جو شخص سب سے پہلے مال لے کر آیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ ہم صدقہ کریں اور اس وقت میرے پاس مال تھا۔ میں نے کہا آج کے دن میں ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا۔ اگر میں ان سے کبھی سبقت لے جا سکا تو آج کا دن ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا مَیں اپنا نصف مال لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا میں نے عرض کیا کہ اتنا ہی اَور۔ پھر حضرت ابوبکرؓ آئے تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ سب لے آئے جو اُن کے پاس تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں ان سے کسی چیز میں کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

حضور انور نے آخر میں محترمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ آف کینیڈا اہلیہ شیخ خورشید احمد صاحب مرحوم اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ربوہ کی پچانوے سال کی عمر میں وفات پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے کی پوتی، حضرت حکیم اللہ بخش صاحب مدرس دربان ڈیوڑھی حضرت اماں جان کی نواسی اور مکرم میاں عبدالرحیم دیانت صاحب درویش قادیان اور آمنہ بیگم صاحبہ کی بڑی بیٹی تھیں۔ پھر ان کے ذکر خیر اور کی جماعتی خدمات کے تذکرے کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

”زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے جس کے برکات اور فیوض ہمیشہ کیلئے جاری ہوں“

(حضرت مسیح موعودؑ، ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۶۲۹)

پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ اور اُس کی تفصیل

۱۸ فروری ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۸ تبلیغ ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یو کے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ ہر سال ہم بیس فروری کو پیشگوئی مصلح موعودؓ کے حوالے سے جلسے بھی کرتے ہیں اور اس دن کو یاد بھی رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دشمنوں کے اسلام پر اعتراضات کے جواب میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر کہتا ہوں کہ ایک بڑا نشان اسلام کی صداقت کا جو میرے ذریعہ سے پورا ہوگا وہ میرے ایک بیٹے کی پیدائش ہے جو لمبی عمر پائے گا۔ اسلام کی خدمت کرے گا۔ ایک معین عرصہ بھی بتایا اور بہر حال اس معینہ عرصہ میں وہ بیٹا پیدا ہوا اور اس نے لمبی عمر بھی پائی اور اسے اسلام کی غیر معمولی خدمت کی توفیق بھی ملی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ پیشگوئی لمبی عمر پانے والے بچے کے بارے میں تھی۔ اس لمبی عمر پانے والے بچہ کی صحت کی حالت کا اندازہ آپ اس بات سے کر سکتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ خود ہی فرماتے ہیں کہ بچپن میں میری صحت نہایت کمزور تھی۔ پہلے کالی کھانسی ہوئی اور پھر میری صحت ایسی گر گئی کہ گیارہ بارہ سال کی عمر تک مَیں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہا اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا رہا کہ میری زیادہ لمبی عمر نہیں ہو سکتی۔ اِسی دوران میں میری آنکھیں دکھنے آ گئیں اور اِس قدر دکھیں کہ میری ایک آنکھ میں سے نظر آنا بند ہو گیا۔ پھر جب مَیں اَور بڑا ہوا تو متواتر چھ سات ماہ تک مجھے بخار آتا رہا۔ اور سِل اور دِق کا مریض مجھے قرار دیا گیا۔ تو یہ تھی آپؓ کی بچپن کی صحت کی حالت اور سکول جانے کی حالت۔ کون ایسی حالت میں لمبی عمر کی ضمانت دے سکتا ہے؟ لیکن نہ صرف لمبی عمر پائی بلکہ یہ بھی اس میں پیشگوئی تھی کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایسے حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ علوم بھی اس کو حاصل ہوں گے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ابھی تفسیر کبیر کے نام سے میں نے قرآن کریم کی تفسیر کا ایک حصہ لکھا ہے اسے پڑھ کر بڑے بڑے مخالفوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اِس جیسی آج تک کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ پھر ہمیشہ میں لاہور میں آتا رہتا ہوں اور یہاں کے رہنے والے جانتے ہیں کہ مجھ سے کالجوں کے پروفیسر ملنے آتے ہیں۔ سٹوڈنٹس ملنے آتے ہیں۔ ڈاکٹر ملنے آتے ہیں۔ مشہور پلیڈر اور وکیل ملنے آتے ہیں۔ مگر آج تک ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے مشہور عالم نے میرے سامنے اسلام اور قرآن پر کوئی اعتراض کیا ہو اور میں نے اسلام اور قرآن کی تعلیم کی روشنی میں ہی اسے ساکت اور لاجواب نہ کر دیا ہو اور اسے یہ تسلیم نہ کرنا پڑا ہو کہ واقعہ میں اسلام کی تعلیم پر کوئی حقیقی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہے ورنہ میں نے دنیوی علوم کے لحاظ سے کوئی علم نہیں سیکھا لیکن میں اِس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ خدا نے مجھے اپنے پاس سے علم دیا اور خود مجھے ہر قسم کے ظاہری اور باطنی علوم سے حصہ عطا فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو علوم سے ایسا پُر کیا کہ آپؓ کی باون سالہ زندگی اس پر گواہ ہے کہ چاہے وہ دینی مضامین کا سوال ہو یا کسی دنیاوی مضمون کا، جب بھی آپؓ کو کسی موضوع پر لکھنے اور بولنے کا کہا گیا آپؓ نے علم وعرفان کے دریا بہا دیے۔ بیشمار موقعوں پر آپؓ کی تقاریر کو غیروں نے بھی بیحد سراہا اور یہ بھی ریکارڈ میں موجود ہے اور برملا پبلک کے سامنے ان کی تعریف کی۔ اخباروں نے بھی خبریں جمائیں اور اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس یہ پیشگوئی تو پوری ہوئی۔ آپؓ نے اپنا دَور بھی گزارا لیکن پیشگوئی کے جو الفاظ ہیں یہ اس وقت تک قائم ہیں اور یہ ان شاء اللہ اس وقت تک قائم رہیں گے اور یہ چلتی چلی جائے گی جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن پورا نہ ہو جائے اور اسلام کا جھنڈا تمام دنیا میں نہ لہرانے لگ جائے۔ پس ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی پر ہمارے جلسے اور اس کو یاد رکھنا تبھی فائدہ مند ہے جب ہم اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور وقار کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور دنیا پر اسلام کی سچائی ظاہر کر کے سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اجماع صحابہ میں حضرت ابوبکرؓ سے تمام صحابہ کا اتفاق

۲۵ فروری ۲۰۲۲ء بمطابق ۲۵ تبلیغ ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یو کے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت انس بن مالک انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپؐ کی وفات ہوگئی لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے یہاں تک کہ جب پیر کا دن ہوا اور وہ نماز میں صفوں میں تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اٹھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ رہے تھے اور آپؐ کھڑے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹے تا وہ صف میں مل جائیں اور وہ سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرما کر یہی کہا کہ اپنی نماز پوری کرو اور پردہ ڈال دیا اور آپؐ اسی دن فوت ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک کہ اللہ منافقوں کو قتل نہ کر دے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ہی اجماع صحابہ کا ہے کیونکہ اس وقت سارے صحابہ موجود تھے اور درحقیقت ایسا وقت مسلمانوں پر پہلے کبھی نہیں آیا کیونکہ پھر کبھی مسلمان اِس طرح جمع نہیں ہوئے۔ اِس اجماع میں حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ تعالیٰ کے ایک رسول ہیں اور آپؐ سے پہلے جس قدر اللہ تعالیٰ کے رسول آئے ہیں وہ سب کے سب فوت ہو چکے ہیں۔ پس آپؐ کا فوت ہونا بھی کوئی قابلِ تعجب بات نہیں اور سارے کے سارے صحابہ نے آپؓ کے ساتھ اتفاق کیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا علم ہو گیا تو انصار سقیفہ بنی سَاعِدَہ میں جمع ہوئے۔ اس اجتماع میں مسئلہ خلافت پر گفتگو ہوئی۔ حضرت سعد بن عُبادہؓ نے انصار کی قربانیوں اور خدمت اسلام کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے انہیں خلافت کا حق دار قرار دیا مگر ایک آدمی نے تجویز دی کہ ایک آدمی انصار میں سے اور ایک آدمی مہاجرین میں سے خلیفہ ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا قریش کے لوگ اپنے حسب و نسب کے اعتبار سے اور اپنے وطن کے اعتبار سے جو مکہ ہے سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ ہم ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری اور خاندان کے لوگ اور آپ کے رِحمی رشتہ دار ہیں۔ ہم اہل نبوت ہیں اور خلافت کے حق دار ہیں۔ پھر حضرت سعدؓ کو مخاطب کر کے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے سعد! تجھے علم ہے کہ تُو بیٹھا ہوا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت کے حق دار قریش ہوں گے۔ لوگوں میں سے جو نیک ہوں گے وہ قریش کے نیک افراد کے تابع ہوں گے اور جو فاجر ہوں گے وہ قریش کے فاجروں کے تابع ہوں گے۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ آپؓ نے سچ کہا۔ ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ذکر ان شاء اللہ آئندہ چلتا رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کے جو موجودہ حالات ہیں اس بارے میں بھی دعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں۔ یہ انتہائی خطرناک ہو چکے ہیں اور ہو سکتے ہیں، بڑھتے جا رہے ہیں۔ صرف ایک ملک نہیں بلکہ بہت سے ممالک اس میں شامل ہو جائیں گے اگر یہ اسی طرح بڑھتا رہا اور پھر اس کے خوفناک انجام کا اثر نسلوں تک رہے گا۔ خدا کرے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اپنی دنیاوی خواہشات کی تسکین کے لیے انسانوں کی جانوں سے نہ کھیلیں۔ بہر حال ہم تو دعا کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں، سمجھا سکتے ہیں اور سمجھاتے ہیں اور ایک عرصے سے ہم یہ کام کر رہے ہیں لیکن بہر حال ان دنوں میں خاص طور پر احمدیوں کو بہت دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جنگ کے جو خوفناک حالات ہیں اور یہ جو تباہ کاریاں ہیں جن کا تصور بھی انسان نہیں کر سکتا کہ ایسی تباہ کاریاں ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے انسانیت کو بچا کے رکھے۔

حضور انور نے آخر میں مکرم خوشی محمد شاکر صاحب مربی

سلسلہ کی وفات پر ان کے ذکرِ خیر اور ان کی جماعتی خدمات کا تذکرہ کرنے کے بعد نماز جمعہ کے بعد ان کا نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت ایک اہم ترین اور سنہری دور کہلانے کا مستحق تھا

۴ر مارچ ۲۰۲۲ء بمطابق ۴ر امان ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بارے میں جو بحث چل رہی تھی اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو لو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت ہوئی اور پھر کیسی شاندار ہوئی۔ آپؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ اس وقت انصار نے چاہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک خلیفہ مہاجرین میں سے ہو۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور بعض اَور صحابہ فوراً اس جگہ تشریف لے گئے جہاں انصار جمع تھے اور آپؓ نے انہیں بتایا کہ دیکھو! دو خلیفوں والی بات غلط ہے۔ تفرقہ سے اسلام ترقی نہیں کرے گا۔ خلیفہ بہرحال ایک ہی ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ دیکھو! خلافت کو قائم کرنا ضروری ہے۔ باقی تم جس کو چاہو خلیفہ بنالو۔ مجھے خلیفہ بننے کی کوئی خواہش نہیں۔ آپؓ نے فرمایا یہ ابوعبیدہؓ بن جرّاح ہیں۔ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امین الامت کا خطاب عطا فرمایا ہے تم ان کی بیعت کرلو۔ پھر عمرؓ ہیں یہ اسلام کے لئے ایک ننگی تلوار ہیں تم ان کی بیعت کرلو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابوبکرؓ! اب باتیں ختم کیجئے۔ ہاتھ بڑھائیے اور ہماری بیعت لیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ نے جرأت پیدا کردی اور آپؓ نے بیعت لے لی۔‘‘

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیعت عام والے دن ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؓ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! یقیناً میں تم پر والی مقرر کیا گیا ہوں لیکن میں تم میں سے سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر مَیں اچھا کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اور کج رَوی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کردو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں دوسروں سے اس کا حق نہ دلا دوں۔ اور تمہارا قوی شخص میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ مَیں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کرلوں۔ ان شاء اللہ۔ جو قوم اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کو چھوڑ دیتی ہے اللہ اس کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔ نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم سب پر رحم فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت چاروں خلفائے راشدین میں سے مختصر دور تھا جو کہ تقریباً سوا دو سال پر مشتمل تھا لیکن یہ مختصر سا دور خلافت راشدہ کا ایک اہم ترین اور سنہری دور کہلانے کا مستحق تھا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کو سب سے زیادہ خطرات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور پھر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور فضل کی بدولت حضرت ابوبکرؓ کی کمال شجاعت اور جوانمردی اور فہم و فراست سے تھوڑے ہی عرصہ میں دہشت و خطرات کے سارے بادل چھٹ گئے اور سارے خوف امن میں تبدیل ہو گئے اور باغیوں اور سرکشوں کی ایسی سرکوبی کی گئی کہ خلافت کی ڈولتی ہوئی امارت مستحکم اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کے، جنگوں کے جو آج کل کے حالات ہیں اس کے لئے دعا کریں۔ ان دنوں میں درود بھی بہت پڑھیں۔ استغفار بھی بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمائے اور دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) کی دعا بہت پڑھا کرو اور فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے یہ دعا کیا کریں

تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے آخر میں مکرم ابوالفرج الحصنی صاحب آف شام کی وفات پر ان کے ذکرِ خیر اور ان کی جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا اور بعد نماز جمعہ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا بھی اعلان فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب ہونے کے بعد پیش آمدہ چیلنجز اور مسائل کا تذکرہ

۱۱؍ مارچ ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۱؍ امان ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے بعد جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اُن کا ذکر ہو رہا تھا۔ پہلا نازک اور ہولناک مرحلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ تھا کہ جس سے سارے صحابہ مارے غم کے دیوانے ہو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ جیسے بہادر کا محبت کی اس دیوانگی میں اَور بھی برا حال تھا۔ وہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو میں اس کا سرتن سے جدا کر دوں گا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور وہاں جمع شدہ سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ کے ایک رسول تھے اور آپؐ سے پہلے جتنے رسول گزرے ہیں سب فوت ہو چکے ہیں۔ اگر آپؐ فوت ہو جائیں گے یا قتل کئے جائیں گے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور اسلام کو چھوڑ دو گے؟ اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے کمال ہمت اور حکمت سے اس وقت غم کی اس کیفیت میں صحابہ کی ڈھارس بندھائی اور غم کے مارے ان عشاق کے دلوں پر مرہم لگانے کا سبب بنے اور دوسری طرف توحید کی لرزتی ہوئی عمارت کو سنبھالا دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسرا بڑا کام انتخابِ خلافت کے وقت امّت مسلمہ کو اتفاق و اتحاد کی لڑی میں پرونا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کا اجتماع تھا جہاں ابتدا میں تو گویا یوں لگتا تھا کہ انصار کسی طور سے بھی مہاجرین میں سے کسی کو اپنا امیر یا خلیفہ تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوں گے اور مہاجرین انصار میں سے کسی کو خلیفہ بنانے پر تیار نہ ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اور جس طرح بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد یُوشع بن نُون کی باتوں کے شنوا ہو گئے اور کوئی اختلاف نہ کیا اور سب نے اپنی اطاعت ظاہر کی یہی واقعہ حضرت ابوبکرؓ کو پیش آیا اور سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہا کر دلی رغبت سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو قبول کیا۔‘‘

حضور انور نے فرمایا کہ تیسری اہم بات تھی لشکر اسامہ کی روانگی۔ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب ایک لشکر رومی علاقہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا تھا اور حضرت اسامہؓ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔ یہ لشکر ابھی روانہ نہیں ہوا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپؐ کی وفات پر جب عرب مرتد ہو گیا تو صحابہؓ نے سوچا کہ اگر ایسی بغاوت کے وقت اسامہؓ کا لشکر ابھی رومی علاقہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیج دیا گیا تو پیچھے صرف بوڑھے مرد اور بچے اور عورتیں رہ جائیں گی اور مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں رہے گا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو کما حقہٗ قائم رکھا اور نافذ فرمایا اور جو صحابہ حضرت اسامہؓ کے لشکر میں شامل تھے انہیں واپس لشکر میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر حضرت ابوبکرؓ کو ایک اَور چیلنج کا سامنا کرنا پڑا وہ تھا مانعین اور منکرین زکوٰۃ اور ان کا فتنہ۔ حضرت ابوبکرؓ اس رائے کے حامی تھے کہ منکرینِ زکوٰۃ سے جنگ کر کے بزور ادائے زکوٰۃ پر مجبور کرنا چاہیے۔ اس امر میں ان کی شدت کا یہ عالم تھا کہ بحث کرتے ہوئے پُرزور الفاظ میں فرمایا۔ واللہ! اگر منکرینِ زکوٰۃ مجھے ایک رسّی دینے سے بھی انکار کریں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے تو بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔ بہرحال اس بارے میں ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

حضور انور نے دنیا کے موجودہ حالات کے بارے میں فرمایا کہ دعا

کریں اللہ تعالیٰ امّتِ مسلمہ پر رحم کرے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب یہ لوگ زمانے کے امام کو ماننے والے بھی ہوں جو اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا ہے۔

حضور انور نے آخر میں مکرمہ سیدہ قیصرہ ظفر ہاشمی صاحبہ اہلیہ ظفر اقبال ہاشمی صاحب لاہور اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت سید محمد علی بخاری صاحبؓ کی پوتی کی وفات پر ان کے ذکرِ خیر اور ان کی جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا اور بعد نماز جمعہ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں مانعین زکوٰۃ اور اُن کے فتنہ کا سدّ باب

۱۸؍مارچ ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۸؍امان ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی کے ذکر میں مانعینِ زکوٰۃ کے متعلق آپؓ کے خیالات اور ان کے ساتھ سلوک کا ذکر ہو رہا تھا۔ تاریخ طبری میں بیان ہوا ہے کہ اسد اور غطفان اور طَیء قبائل طُلَیحہ بن خُوَیلد جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اس کے ہاتھ پر اکٹھے ہو گئے سوائے چند خاص لوگوں کے۔ ان قبائل نے اپنے وفد بھیجے جو مدینہ آئے۔ حضرت عباسؓ کے علاوہ سب نے ان کو اپنے ہاں مہمان بنایا اور ان کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس شرط پر لے کر آئے کہ وہ نماز پڑھتے رہیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اگر یہ اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ ان وفود نے جب آپؓ کا عزم دیکھا تو مدینہ سے واپس ہو گئے لیکن مدینہ سے جاتے وقت دو باتیں ان کے ذہن میں تھیں۔ نمبر ایک یہ کہ منع زکوٰۃ کے سلسلہ میں کوئی گفتگو کارگر نہیں۔ نمبر دو بزعم خویش مسلمانوں کی کمزوری اور قلتِ تعداد کو غنیمت جانتے ہوئے مدینہ پر ایسا زوردار حملہ کیا جائے جس سے اسلامی حکومت گر جائے اور اس دین کا خاتمہ ہو جائے۔ صرف تین راتیں گزری تھیں کہ ان لوگوں نے رات ہوتے ہی مدینہ پر حملہ کر دیا۔ آفتاب کی کرن نے ابھی مطلعِ افق کو اپنے جلوے سے منور نہیں کیا تھا کہ منکرین نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی۔ یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ بیان فرمایا ہے کہ ”حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب فتنہ ارتداد پھیل گیا اور صرف گاؤں میں نماز باجماعت رہ گئی اور لشکر بھی شام کو بھیج دیا گیا تو بھی آپؓ نے زکوٰۃ دینے والوں کے نام ارشاد بھیجا کہ رسول اللہؐ کے زمانے میں اگر کوئی رسہ دیتا تھا اور اب نہیں دیتا تو میں تلوار کے زور سے لوں گا۔ حضرت عمرؓ ایسے جری و بہادر نے بھی رائے دی کہ اس وقت مصلحتِ وقت نہیں کہ زکوٰۃ پر زور دیا جائے مگر آپؓ نے ان کی ایک نہ مانی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زکوٰۃ کس قدر ضروری ہے۔“ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرما رہے تھے کہ تقویٰ کے کون سے مدارج ہیں، زکوٰۃ کی کتنی اہمیت ہے اور تقویٰ پر چلنے والوں کے لئے یہ ضروری ہے اور آپؓ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ احمدیوں کو بھی اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ زکوٰۃ کتنی ضروری ہے اور اس کا باقاعدہ اہتمام کرنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بھی خلافت کی برکات میں سے ہے کہ شریعت کو قائم کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہیے اور خلیفہ وقت پوری کوشش کرتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے دشمن کی شرارت کا دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور آخر کامیاب ہوئے صرف اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ کام مَیں نے ہی کرنا ہے۔ اسی لئے انہوں نے مشورہ دینے والے صحابہؓ کو کہہ دیا کہ تم میں سے کوئی شخص میرا ساتھ دے یا نہ دے میں اکیلا دشمن کا مقابلہ کروں گا یہاں تک کہ میری جان خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جائے۔ پس جس قوم کے اندر یہ عزم پیدا ہو جائے۔ وہ ہر میدان میں جیت جاتی ہے اور دشمن کبھی اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ پس حقیقی ایمان کی یہی علامت ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ذمہ تمام دنیا کو فتح کرنے کا کام ہے اور پس یہی ایمان ہے۔ اگر ہم میں ہو گا تو ہم دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا سکیں گے اور کامیاب ان شاء اللہ ہوں گے۔ ابھی یہ سلسلہ چل رہا

ہے۔ان شاءاللہ آئندہ اس کا ذکر کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ میں ہمیشہ تحریک کر رہا ہوں آج کل دنیا کے حالات کے لئے دعائیں کرتے رہیں، ان میں کمی نہ کریں۔خاص طور پر یہ دعا کریں کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگ جائے، یہی ایک حل ہے دنیا کو تباہی سے بچانے کا۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہماری دعائیں بھی قبول فرمائے۔

حضور انور نے آخر میں مکرم ومحترم مولانا مبارک نذیر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا اور مبلغ انچارج کینیڈا کی وفات پر ان کے ذکر خیر اور ان کی جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا اور بعد نماز جمعہ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان بھی فرمایا۔

ہر خیر طلب کرنے اور شر سے بچنے کی ایک جامع دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ. وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ. وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ. (ترمذی)

ترجمہ:

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔پس تیرے تک دعا کا پہنچانا لازم ہے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اس کو رڈی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کار آمد ایام ہیں تو یہی ہیں۔حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (یوسف:۵۴) یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کی طرف تحریک کرتا ہے۔اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہوسکتا ہے جس پر میرا ربّ رحم کرے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے نرا زہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کار آمد نہیں ہوتا۔جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے۔تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے۔اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام

الہام اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَن فِی الدَّارِ

اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت

مظفر احمد طاہر

اللہ تعالیٰ جب کوئی مامور مبعوث فرماتا ہے تو صداقت کو عیاں کرنے کے لئے اسے کھلے کھلے دلائل عقلیہ ونقلیہ اور نشاناتِ آسمانی عطا فرماتا ہے۔قرآن کریم کے نزدیک زندہ انسان وہی ہے جو واضح دلیل کی بناء پر اپنی زندگی کا ثبوت رکھتا ہو اور مردہ وہی ہے جو دلیل سے مرجائے جیسا کہ فرمایا:۔

لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَیَحْیٰ مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ

(سورہ انفال)

”یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نشانات اس لئے دکھاتا ہے تا کہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے مردہ ہو چکا ہے ہلاک ہو جائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو چکا ہے زندہ ہو جائے“۔

پھر اس مامور کو اللہ تعالیٰ اپنی قوم کی زبان میں فصاحت و بلاغت بھی عطا فرماتا ہے تا وہ ان تک اپنا پیغام کما حقہ پہنچا سکے۔جیسا کہ فرماتا ہے:۔

وَمَا اَرْسَلْنَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ

(سورہ ابراہیم:۱ع)

”یعنی ہر ایک رسول کو ہم نے اس کی اپنی قوم کی زبان میں وحی دیکر اور اس زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کر کے بھیجا ہے تا کہ وہ اپنا پیغام ان کے سامنے اچھی طرح سے بیان کر سکے“۔

اللہ تعالیٰ کے مامورین کے آنے کی واحد اور عظیم الشان غرض یہ ہوتی ہے کہ مخلوق کا تعلق پھر خالق کے ساتھ قائم ہو جائے اور وہ خدائے قادر وقیوم کے روشن چہرہ اور اس کی روشن تجلیات کو دیکھ کر پھر اس کی توحید پر ایمان لے آئیں۔اس غرض کو پُورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے مامورین کو جو ذرائع اور وسائل عطا فرماتا ہے ان میں سے ایک بہت بڑا ذریعہ تبشیر یا انذار کے حامل آسمانی نشانات ہوتے ہیں۔

ہمارے اِس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اسی غرض کے ماتحت اِس دنیا میں مبعوث فرمایا اور آپؑ کو بھی اپنی قدرتِ کاملہ سے ایسے نشانات سے نوازا جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی ،اس کی قدرت، اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے اور مومنوں کے یقین اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔اِن اَن گنت نشانات میں سے ایک عظیم الشان نشان حضرت مسیح پاکؑ کے اُس الہام کا پُورا ہونا ہے جو آج کا موضوع ہے یعنی انی احافظ کل من فی الدار ۔یعنی تیرے گھر کے اندر رہنے والے ہر فرد کی حفاظت کروں گا۔الدار سے مراد حضرت مسیح موعودؑ کا گھر ہے لیکن جیسا کہ خود حضورؑ نے اس کی تشریح فرمائی ہے اس سے مراد صرف اینٹ اور گارے کا گھر نہیں بلکہ حضورؑ کا رُوحانی گھر بھی مراد ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''اِس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خشت وخاک کے گھر میں بُود وباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پُوری پیروی کرتے ہیں میرے رُوحانی گھر میں داخل ہیں۔'' (کشتی نوح)

گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اینٹ گارے کے گھر میں رہنے والوں کے علاوہ اس گروہ کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا جو حضورؑ کے ساتھ اخلاص، محبت اور فدائیت کا تعلق رکھتے ہیں اور جن کا ذکر حضورؑ نے خود ان پیارے الفاظ میں فرمایا ہے؛۔

''اے میرے عزیزو! میرے پیارو!! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو!!! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو...... مَیں جانتا ہوں کہ مَیں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔'' (فتح اسلام)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم الشان وعدہ کس انداز سے پُورا ہوا۔ اِس الہام کا تذکرہ میں کم وبیش پندرہ سولہ دفعہ ذکر آیا ہے۔ وقت کی رعایت سے مَیں چند ایک کا ذکر کروں گا۔ ان تمام الہامات پر جب یک جائی نظر ڈالی جائے اور ان کے نزول کی تاریخ اور ہر مرتبہ کے الہام کے سیاق وسباق کو ملحوظ رکھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اِس عظیم الشان الہام کے اندر جس خدائی حفاظت کا وعدہ ہے اس کا تعلق صرف کسی خاص ایک موقعہ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ یہ الہام اور یہ خدائی وعدہ ماضی میں بھی متعدد مواقع پر مختلف رنگوں میں ان تفصیلات کے مطابق جو الہامات میں ہمیں نظر آتی ہیں پُورا ہوا اور پھر مستقبل کے ساتھ بھی اس کا گہرا تعلق ہے۔ اور آئندہ بھی ہم میں سے جن کو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے پاک گھر میں رہنے کی توفیق دے گا وہ اس خدائی حفاظت کے سایہ میں محفوظ رہیں گے۔

یہ الہام سب سے پہلے ۲۸ اپریل ۱۹۰۲ء کو ہوا اور آخری بار ۲۹ اپریل ۱۹۰۸ء کو۔ درمیانی زمانہ میں یہ الہام متعدد بار ہوا۔ سلسلۂ الہام کے تکرار میں خدا تعالیٰ کی مخفی در مخفی حکمتیں ہوتی ہیں اور بعض اوقات تاکید، تائید اور تسلّی کے علاوہ نئے حالات سے متعلق نئی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کے تکرار میں بھی یہی حکمت ہے۔

اِس الہام کے پورا ہونے کا اور نہایت شاندار طور پر پُورا ہونے کا سب سے پہلا ظہور اس وقت ہوا جب مُلک میں نہایت خطرناک طور پر طاعون پھیلی اور لاکھوں لوگ اس کا شکار ہو گئے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کے مطابق تمام وہ لوگ جو آپ کے جسمانی اور روحانی گھر میں مقیم تھے غیر معمولی طور پر اور غیر معمولی حالات میں محفوظ رکھے گئے اور یہی طاعون ان کے لئے گویا رحمت کا نشان اور ترقی کا ذریعہ بن گئی۔

اِس نشان کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ جب شروع شروع میں طاعون کا مرض بمبئی میں ظاہر ہوا اور ابھی پنجاب میں نہیں آیا تھا تو ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک رؤیا دیکھا کہ فرشتے سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور جب آپؑ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیسے پودے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو اب اس ملک میں یعنی پنجاب میں پھیلنے والی ہے اور آپؑ کو بتایا گیا کہ اس مرض کے پھیلنے کا باعث لوگوں کی بے دینی اور خراب حالتِ ایمانی ہے۔ چنانچہ اس کے جلد بعد ہی یہ مرض پنجاب میں بھی آ گیا اور گو شروع میں اس کا حملہ زیادہ سخت نہیں تھا مگر آہستہ آہستہ اس کی شدت بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۲ء میں آ کر اس نے بہت زور پکڑ لیا۔ انہی ایاّم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ الہام فرمایا کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ اور آپؑ پر یہ ظاہر فرمایا کہ یہ طاعون آپ کے لئے ایک خدائی نشان ہے اور اس کے ذریعہ آپؑ کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں اللہ تعالیٰ ایک امتیاز پیدا کر دے گا۔

حضورؑ نے فرمایا:۔

''حکومت نے خیر خواہی سے اور رفاہِ عام کی خاطر ٹیکہ ایجاد کیا ہے لیکن مَیں اپنے متبعین کو کہتا ہوں کہ وہ ٹیکے کا استعمال نہ کریں کیونکہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھائے تو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ

نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلائے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ۔
اس کے لئے مت دلگیر ہو......اور اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کُتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہوجائیں ۔اور عموماً تمام لوگ اِس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے ۔......مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پُورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو اُن پر طاعون وارد ہوسکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً ومقابلتہً خدا کی حمایت اِس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں ۔''

(کشتی نوح)

غور سے دیکھیں تو حضرت مسیح موعودؑ کی یہ پیشگوئی بھی اپنے اندر متعدد دعاوی رکھتی ہے ۔مثلاً یہ کہ:۔

اوّل ۔حضورؑ کے گھر کے اندر رہنے والوں کو طاعون سے بچایا جائے گا۔
دوم ۔جو شخص بھی دل سے حضورؑ کی پیروی کرنے والا ہوگا خواہ کسی مکان اور کسی شہر اور کسی ماحول میں رہتا ہو حضورؑ کے گھر میں ہی سمجھا جائے گا اور طاعون سے بچایا جائے گا۔
سوم ۔قادیان میں طاعون جارف نہیں پڑے گی۔
چہارم ۔جماعت کے لوگ خواہ وہ کتنے ہی ہوں، مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے ۔
پنجم ۔وہ لوگ جو اپنے عہد پر قائم نہیں رہے یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو ان پر طاعون وارد ہوسکتی ہے۔
اِن تفصیلات کے ساتھ بلا شبہ یہ پیشگوئی بہت عظیم اور بہت وسیع شکل میں ہمارے سامنے آتی ہے ۔اور پھر جب اِسی عظمت اور اِسی وسعت کے ساتھ اسے پُورا ہوتا بھی دیکھتے ہیں تو ہمارے لئے از دیادِ ایمان کا موجب ہوتی ہے ۔
سن ۱۹۰۷ء تک طاعون کا بے حد زور رہا اور جس طرح کے جاننے والے جانتے ہیں اس زمانہ میں طاعون ہلاکت اور بربادی کا پیغام لے کر آئی تھی، گویا قیامت کا ایک نمونہ تھا اور لوگوں کو اپنے مُردہ دفنانا تک ممکن نہیں تھا ۔ہر گھر میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی اور بستیوں کی بستیاں اُجڑ رہی تھیں ۔اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے اِس الہام کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں کوئی انسان تو کیا کوئی چوہا تک بھی طاعون سے نہیں مرا۔حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کا گھر اپنے ماحول اپنے معیارِ تمدّن کے اعتبار سے گلبرگ یا ماڈل ٹاؤن کا کوئی انوکھا اور منفرد گھر نہیں تھا، اسی طرح کے گھر آپؑ کے مخالفوں کے بھی تھے لیکن وہاں طاعون کے جراثیم اپنا کام کر رہے تھے مگر مسیح پاکؑ کے گھر کے اندر داخل ہونے کا انہیں گویا حکم ہی نہیں تھا ۔حضرت مسیح موعودؑ کو اس خدائی وعدہ پر اس قدر یقین تھا کہ انہی ایاّم میں جب مولوی محمد علی صاحب بیمار ہوئے اور یہ محسوس کیا گیا کہ شاید ان پر طاعون کا کوئی اثر ہے تو حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے اور آپؑ نے مولوی صاحب کی نبض پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اگر اِس مکان میں آپ کو طاعون ہوجائے تو مَیں جھوٹا ۔حضورؑ کا یہ فرمانا تھا اور نبض پر ہاتھ رکھنا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کی تکلیف اُسی وقت جاتی رہی اور بخار بالکل اُتر گیا۔
اسی طرح حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے بارے میں بھی آتا ہے کہ اس زمانہ میں ابھی چھوٹی عمر میں ہی تھے کہ آپ کو شدید بخار ہوگیا اور بُن ران میں دو گلٹیاں نِکل آئیں ۔حضورؑ نے دُعا فرمائی اور دُعا کے بعد ہی حضرت میر صاحب کی گلٹیاں غائب ہوگئیں ۔بخار اُتر گیا اور آپ اُٹھ کر کھیلنے لگے گئے ۔
۱۱۸ کتوبر ۱۹۰۲ء کو پھر الہام ہوا ۔حضورؑ فرماتے ہیں:۔
''آج کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ الہام ہوا:۔

انی احافظ کل من فی الدار ولنجعله ایته للناس ورحمته منا وکان امرا مقضیا ۔عندی معالجات۔

(ترجمہ۔ مَیں ہر ایک کی جو اس گھر میں ہے حفاظت کروں گا اور اسے لوگوں کے لئے نشان بناؤں گا کہ یہ ہماری طرف سے رحمت ہوگی اور یہ بات اٹل ہے۔ میرے پاس کئی علاج ہیں۔)

مَیں نے اِس الہام کو معمول کے موافق کتاب میں لکھ لیا اور پھر گھر میں (مراد حضرت امّ المومنینؓ) دریافت کیا کہ آج تم نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مَیں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک صندوق بذریعہ بلٹی آیا ہے جس کو شیخ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور وہ دوائیوں کا صندوق ہے حکیم فضل دین کی بیوی پاس کھڑی ہیں جب اس کو کھولا گیا تو وہ لبالب دوائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ڈبیا ہیں، شیشیاں ہیں، غرض پُورے طور پر بھرا ہوا ہے۔ گھاس پھوس کی جگہ بھی دوائیاں ہیں۔

مَیں نے اِس لحاظ سے کہ ان کے ایمان میں اَور بھی ترقی ہو کہا کہ مجھے آج یہ الہام ہوا ہے اور مَیں نے وہ لکھا ہے الہام ان کو دکھایا۔ خدا کی قدرت ہے کہ کیسا عجیب توارد ہے اِدھر الہام میں رحمۃ منا ہے اُدھر رؤیا میں دکھایا گیا ہے کہ رحمت اللہ نے بھیجا ہے اور پھر حکیم فضل دین، مریم (حکیم صاحب کی بیوی) کا پاس ہونا، چراغ (ملازم) کا لانا، یہ سب مبشرات ہیں۔ لنجعلہ اٰیۃً للناس سے مراد یہ ہے کہ یہ وعدہ حفاظت جو ہے اس حفاظت کو لوگوں کے لئے نشان ٹھہراؤں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب کھلے کھلے طور پر کچھ کرنا چاہتا ہے۔...... اس وقت ایک قوم تمنا کے ساتھ ٹیکہ کرا رہی ہے اور ہم اس نشان کے ساتھ ناز کرتے ہیں۔“

(تذکرہ صفحہ ۴۴۹۔۴۵۰)

چنانچہ اسی یقین اور ایمان کی بدولت حضرت مسیح موعودؑ نے ٹیکہ لگوانے سے اپنی جماعت کے دوستوں کو روک دیا اور باوجودیکہ حکومت کی اس تدبیر کو سراہا اور اسے مفید قرار دیا لیکن محض اس لئے کی اس طرح خدائی نشان مشتبہ ہو سکتا ہے اور لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ٹیکہ کی وجہ سے یہ لوگ محفوظ رہے ہیں حضورؑ نے ٹیکہ سے اپنے دوستوں کو روکا اور ایک رُوحانی علاج اور رُوحانی ٹیکہ سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ گویا ایک ظاہری تدبیر نہ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی نصرت اور حفاظت فرمائی اور غیر معمولی طور پر وہ لوگ جو سچے دل سے حضورؑ کے پیرو تھے اور حضورؑ میں محو تھے اس ہلاکت سے محفوظ رہے۔ نہ صرف یہی بلکہ جس طرح کہ حضورؑ نے فرمایا تھا بہت سے لوگوں نے اس نشان سے فائدہ اٹھایا اور روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ایسے ہی لوگوں کا ذکر کر کے حضرت مسیح موعودؑ کبھی کبھی مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سلسلہ میں بہت سے طاعونی احمدی بھی ہیں یعنی وہ لوگ جو طاعون کا نشان دیکھ کر سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔

پھر تیسرا دعویٰ اِس نشان میں یہ تھا کہ قادیان میں بربادی افگن طاعون نہیں پڑے گی اور وہ نظارہ ہلاکت کا یہاں نہیں ہوگا جو دوسرے شہروں میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قادیان میں وہ کیفیت بالکل نہ تھی جو دوسرے شہروں اور علاقوں میں اس موقعہ پر تھی اور اس فرق کو غیر بھی محسوس کر رہے تھے۔ نیز درحقیقت اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ یہ نشان اَور زیادہ واضح ہو جائے کہ قادیان کے مقام کو بھی خدا نے ایک برکت دی ہے اور پھر اسی شہر کے بعض مکانوں میں تو طاعون پھیل جائے لیکن غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کا گھر اور آپؑ کے ماننے والوں کے گھر اس سے محفوظ رہیں۔ پھر اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ قادیان کے اندر رہنے والے اشد مخالف اور بدزبان معاند آریہ لیڈر وغیرہ اسی طاعون کا شکار ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ہمیشہ کے لئے مُہر لگانے والے بن جائیں۔

پھر عمومی طور پر بھی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہی اور وہ لوگ جو مُلک کے اندر حضورؑ کے مخالفین میں سے تھے بہت سے اُن میں سے اس عذاب کا شکار ہو گئے اور طاعون کی موت مر گئے۔

یہ تمام تفصیل خدا ترس انسان کو اِس بات کے سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ واقعی اگر خدائی وعدہ نہ ہوتا تو یہ سب باتیں ناممکن تھیں اس لئے کہ طاعون کے کیڑوں کو یہ شعور کون بخش سکتا تھا کہ دیکھنا ہمارے مسیح کے گھر اور اس کے مخالفوں کے گھروں کو الگ الگ پہچاننا اور ہمارے مسیح کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں سے بھی یوں آگاہ رہنا۔ حقیقتاً جتنا بھی غور کیا جائے انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے اور سوائے اِس بات کے کہ یہ سب کچھ خدائے قادر و قیوم کی طرف سے تھا جو اسباب کا محتاج نہیں ہے اَور کوئی حل ہمارے سامنے اِس سوال کا نہیں آتا۔ یقیناً اس کا یہ کلام سچا تھا کہ انی احافظ کل من فی الدار۔

۸ جون ۱۹۰۴ء کوالہام ہواجس کے الفاظ یہ ہیں۔**عفت الدیار محلھا ومقامھا انی احافظ کل من فی الدار اعطینک کل النعیم** (تذکرہ صفحہ ۵۱۸)یعنی عارضی رہائش کے بھی مکانات مٹ جائیں گے اور مستقل رہائش کے بھی ۔مَیں تمام ان لوگوں کی جو اس گھر میں رہتے ہیں حفاظت کروں گا۔مَیں نے تجھے سارے انعامات عطا کئے ہیں ۔اِس الہام میں جہاں حفاظت کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی یہ خبر بھی ہے کہ گویا ایسا کوئی عذاب آئے گا جس سے مکانات گر جائیں گے اور سخت تباہی آئے گی۔اور ایسے عالَم میں جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے ''الدار'' میں ہوں گے وہ خاص طور پر بچائیں جائیں گے۔چنانچہ اس الہام الٰہی کے مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو شمالی ہندوستان میں ایک نہایت خطرناک زلزلہ آیا جس کا مرکز دھرم سالہ ضلع کانگڑہ تھا۔اس زلزلہ سے ہزاروں مکانات اور جانیں تلف ہوئیں ۔گویا قیامت کا نمونہ تھا لیکن اس موقعہ پر بھی اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر جماعت کے دوستوں کو محفوظ رکھا اس معجزانہ حفاظت کی صرف ایک شہادت پیش کرتا ہوں ۔مکرم ماسٹر عطاء محمد صاحب استاذ الجامعۃ الاحمدیہ بیان کرتے ہیں:۔

''میرے محترم چچا حضرت مولوی وزیر دین صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم صحابہ میں سے تھے وہ سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ کے ورنیکلر مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ان کے اہل وعیال مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں مقیم تھے اور مَیں چچا جان کے ہمراہ سجانپور ٹیرہ میں رہتا تھا۔
۱۹۰۵ء کے غالباً فروری یا مارچ کے مہینے میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اشتہار بعنوان ''عفت الدیار محلھا ومقامھا'' چچا جان کو موصول ہوا جو دیواروں پر چسپاں ہونے کے لئے انہوں نے میرے سپرد کر دیا۔مَیں سکول کے گیٹ اور دکانوں کی دیواروں پر یہ اشتہار چسپاں کر رہا تھا کہ وہاں ایک سادہ کار (سنار) حسن دین نام میرے پاس سے گزرا اور اشتہار دیکھ کر کہنے لگا کہ مرزائیوں کی صف لپٹی جائے گی۔یہ سُن کر میرے مُنہ سے بے اختیار نِکلا کہ احمدیوں کی تو نہیں البتہ تمہاری صف لپیٹنے کا وقت آ گیا ہے۔وہ تو چلا گیا اور بات آئی گئی ہوگئی۔......
۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو عین طلوعِ آفتاب کے وقت وہ قیامت خیز زلزلہ آیا جس سے ضلع بھر کی بستیاں اور شہر تہ وبالا ہو گئے۔دریائے بیاس میں جو سجانپور ٹیرہ کے بالکل قریب بہتا تھا پہاڑ کی چوٹی گرنے سے بند لگ گیا اور پانی پہاڑ کی ترائی پر بنے ہوئے مکانوں اور انسانوں کی تباہی کا موجب ہوا۔ڈاک اور تار کا سلسلہ یکسر منقطع ہوگیا۔ہمارے مکان اور سکول کی بنیادیں تک اُکھڑ گئیں اور شہر میں اس قدر تباہی مچی کہ دن چڑھتے ہی کہرام مچ گیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے گھر میں جس قدر افراد تھے سب کے سب معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔......اِس کے برخلاف وہ حسن دین جو کہتا تھا کہ مرزائیوں کی صف لپٹی جائے گی اس کے اپنے خاندان کے بیس کے قریب افراد تھے جن میں ایک دو کے سوا باقی سب لقمۂ اجل ہو گئے ۔شہر میں اس قدر موتا موتی لگی کہ بعض گھر جن میں گیارہ گیارہ افراد تھے ان میں سے صرف ایک زندہ رہا اور باقی سب نہنگِ اجل کا شکار ہو گئے۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔
اِس جگہ یہ بات بھی بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جہاں میری چار پائی تھی وہاں سراہانے اور پائنتی کی طرف تھوڑی تھوڑی دیواریں کھڑی رہیں اور چھت کے چار بالے بدستور اپنی جگہ پر قائم رہے اور مَیں بالکل محفوظ حالت میں اپنی چار پائی پر پڑا رہا۔اور نہ صرف مَیں بالکل محفوظ رہا بلکہ گھر کے دیگر افراد بھی ہر طرح خیریت سے رہے اور گھر کی جملہ اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حفظ وامان میں رکھا۔فالحمدللّٰہ رب العٰلمین۔''

(الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۶۹ء)

پھر ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

''انی مع الافواج اتیک بغتتہ اریک زلزلتہ الساعتہ انی احافظ کل من فی الدار۔''

(تذکرہ صفحہ ۶۰۹)

یعنی مَیں فوجوں کے ساتھ تیرے پاس اچانک آؤں گا۔مَیں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤں گا جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔مَیں ان سب کی حفاظت کروں گا جو اس گھر میں ہیں۔''
اب اِس الہام میں گویا بعض ایسے زلازل اور حوادث کا ذکر ہے جن کو قیامت کا نمونہ کہا جا سکے گا اور جن کا تعلق فوجوں کی

اچانک آمد سے ہوگا اور اسے اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد سمجھا جائے گا۔ایسے وقت میں بھی اللہ تعالیٰ ’’الدار‘‘ میں رہنے والوں کو اپنی حفاظت کا وعدہ دیتا ہے۔اب آپ دیکھ لیجئے کہ ایسے مواقع پر بھی جن کے ہم لوگ خود شاہد ہیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اِس وعدہ کو پورا فرمایا اور ایک دفعہ نہیں ،دو دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ۔زمانہ قریب کے حالات کو ہی ہم سامنے رکھیں تو یہ خدائی وعدہ اپنی پُوری عظمت کے ساتھ ہمیں اب بھی پُورا ہوتا نظر آتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کی ایک سنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے

(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے

(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔‘‘

(الوصیت)

جب خدا تعالیٰ نے متواتر وحی کے ذریعہ حضرت مسیح پاکؑ کو آپؑ کے زمانۂ وفات کے نزدیک ہونے کی اطلاع دی تو اس سنت کے مطابق جماعت مومنین کا غمگین اور دلگیر ہونا قدرتی امر تھا مگر قادر و قیوم خدا نے مخالفوں کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کرنے اور مومنوں کا غم وحزن دُور کرنے کے لئے حضورؑ کی وفات سے چند دن پہلے یہ الہام فرمایا۔

انی احافظ کل من فی الدار

کہ مَیں ان تمام لوگوں کی حفاظت کروں گا جو اس دار میں ہیں۔اس کے بعد ۹ مئی ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا:۔

سرنگ۔الرحیل ثم الرحیل

۔ان اللہ یحمل کل حمل۔

گویا کُوچ کا وقت آگیا ہے۔ہاں کُوچ کا وقت آگیا۔اللہ تعالیٰ تمام بوجھ اُٹھالے گا۔

۱۰ مئی کو الہام ہوا:۔

ان الذین امنو و عملو ا الصلحت

لھم جنت تجزی من تحتھا الانھر۔

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کئے بلاشبہ ان کے لئے جنّات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

۱۵ مئی کو الہام ہوا:۔

’’ڈرو مت مومنو!‘‘

۱۷ مئی کو الہام ہوا:۔

’’انی مع الرسول اقوم۔‘‘

یعنی مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

گویا اِس سلسلۂ الہامات میں مومنوں کو بشارت دے کر ان کے خوف کو امن میں بدل دیا۔یہ ایک اَور وعدۂ الٰہی ہے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ اِس دنیا سے تشریف لے جائیں گے اس کے بعد بھی حضورؑ کے پیروی کرنے والوں کو الٰہی حفاظت سے حصہ ملتا رہے گا اور حضورؑ کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھتا اور پھیلتا ہی چلا جائے گا اور قدرتِ ثانیہ کی دائمی برکات پائے گا اور کوئی نہیں جو اس ترقی میں حائل ہو سکے۔اور اس سلسلہ میں آنے والی مشکلات کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے خود دُور کرتا چلا جائے گا۔یہ وعدہ اس سلسلہ کے تمام مستقبل پر محیط ہے اور جو لوگ بھی حضرت مسیح پاکؑ سے وابستہ اور صبر،صدق اور وفا کے ساتھ عہدِ بیعت پر کاربند ہو کر ’’الدار‘‘ میں رہائش پذیر ہوں گے اللہ تعالیٰ ہر مرحلہ پر ان کی غیر معمولی نصرت اور حفاظت فرماتا رہے گا،انشاء اللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’اِس زمانہ کا حسن حسین مَیں ہوں۔جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں،قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان

بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اس میں ہوں۔‘‘ (فتح اسلام)

پس مبارک ہیں وہ جو اِس الدار میں داخل ہوتے ہیں ۔الٰہی نوشتوں کے مطابق مصائب کے زلزلے آئیں گے، حوادث کی آندھیاں چلیں گی، اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دُنیا سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی مگر آخر وہی کامیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اے فرزندِ جلیل! تجھ پر بے حد سلام! تو اپنے حّی وقیوّم آقا سے وحی پا کر یہ فانی دنیا چھوڑنے سے پہلے اپنے سچّے محبتوں کو اللہ تعالیٰ کی ابدی حفاظت کی بشارت دے گیا۔

فون کال برائے دعاء

اسلام آباد UK میں ھر وقت اس نمبر پر فون کال کر کے دعائیہ درخواست کی جاسکتی ھے۔ 0044 - 20 3988 3800 یہ فون لائن 24 0044-20 88775500 گھنٹے کھلی ھوتی ھے۔ اسی لئے دنیا سے ھر ملک کے لوگ جب بھی چاہیں فون کر کے اپنے اپنے پیغامات لکھوا سکتے ھیں۔

قرآن کریم

ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پُرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں ہم نے اس نورحقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔

حضرت مرزا غلام احمد، مسیح موعودؑ۔ کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13۔ صفحہ 65

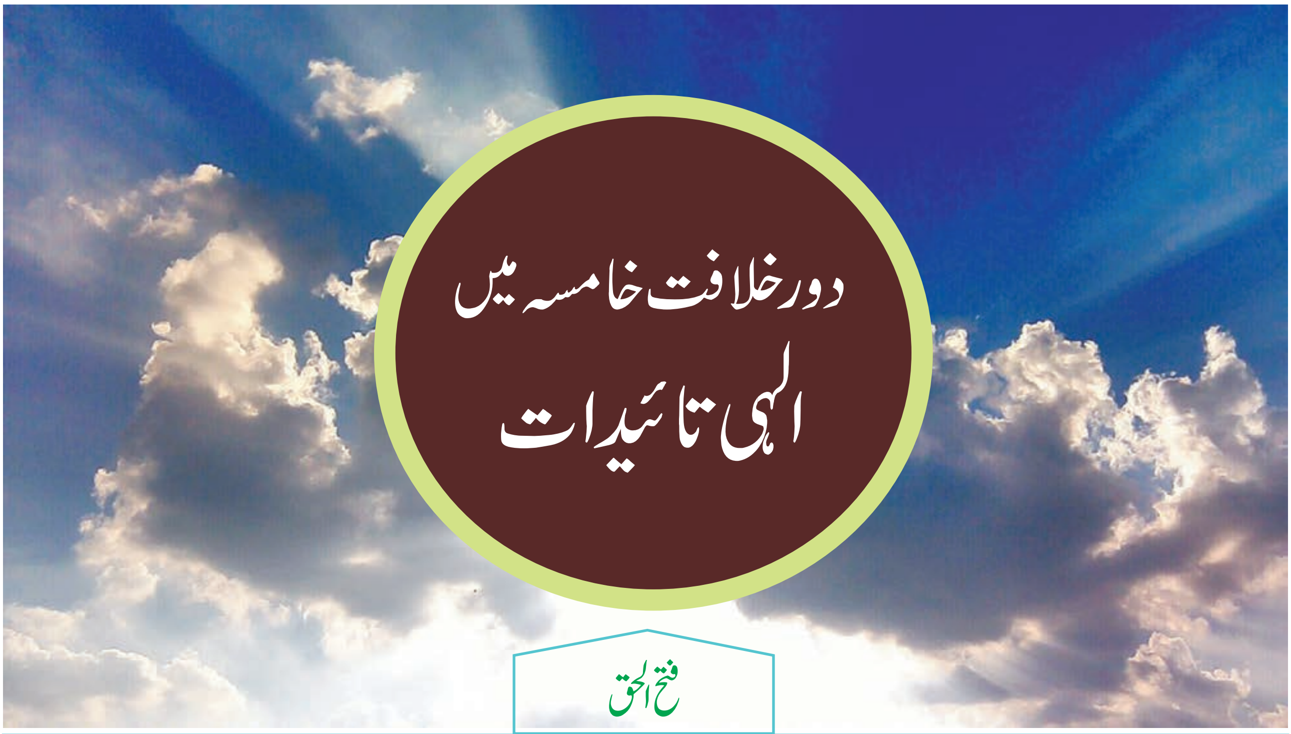

دورخلافت خامسہ میں
الٰہی تائیدات

فتح الحق

مجلس ہڈرزفیلڈ ساوتھ ریجن نارتھ ایسٹ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عالمِ کشف میں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے فرمایا کہ اب تُو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔ یہ پیشگوئی آپؓ کی اولاد میں پوری ہوئی۔اسی طرح 28 مئی 1907ء کے الہامات ہیں:

☆ عَمَّرَہُ اللہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ ۔اس کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر عمر دے گا۔

☆ اَمَّرَہُ اللہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ ۔اس کو یعنی شریف کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر امیر کرے گا۔

☆ جنوری 1907ء۔شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ’’وہ بادشاہ آیا‘‘ دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔فرمایا قاضی حَکَم کو بھی کہتے ہیں۔قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو ردّ کرے۔

☆ دسمبر 1907ء کا الہام ہے: اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر۔اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اصحاب کو بھی یہ خبر= دی گئی تھی کہ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی اولاد میں سے آپؑ کے جانشین اور خلفاء پیدا ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالستار صاحبؓ ساکن خوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی میں دیکھا کہ ’’میاں محمود اور شریف احمد مسیح موعود کے ولی عہد ہیں‘‘

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کی وفات پر فرمایا:

’’یہ امر واقعہ ہے کہ بعض پیشگوئیاں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے، ایک شخص کے متعلق کی جاتی ہیں لیکن بیٹا مراد ہوتا ہے......۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا شریف احمد صاحب کو مخاطب کرکے کشف میں دیکھتے ہیں کہ ’’اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں‘‘ ......یہ الہام حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق پورا نہیں ہوا......اب یہ بات بعینہٖ آپ کی ذات پر پوری ہوئی ہے......آپ کا وجود ایک مبارک وجود تھا جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روحانی بیٹا ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ جو کچھ بھی اپنے بیٹے کے متعلق دیکھا وہ ان کے بیٹے کے متعلق پورا ہوا۔اب جب

کہ میں نے ان کی جگہ ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی ان کے صاحبزادے مرزا مسرور احمد صاحب کو بنایا تو میرا اس الہام کی طرف بھی دھیان پھرا کہ گویا آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ میری جگہ بیٹھ.......
اب میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے لئے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے ”تو ہماری جگہ بیٹھ جا“ کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی اعانت فرمائے۔

الفضل انٹرنیشنل 30 جنوری 1998

”انی معک یا مسرور“

حضرت مسیح موعودؑ کو 19 دسمبر 1907ء میں یہ الہام ہوئے: ”(i) میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا (ii) میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔ (iii) انّی معک یا مسرور۔ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔“

تذکرہ صفحہ 630

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت کے یہ وعدے نہ صرف حضور علیہ السلام کی زندگی میں بلکہ آپؑ کے تمام خلفاء کے زمانہ میں بھی پورے ہوتے رہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے دور میں (جن کا نام ہی ”مسرور“ ہے) تو یہ الہام جس شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اسی الٰہی معیت کا کچھ ذکر اس جگہ مقصود ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت نمبر 56 میں فرمایا:
اے مسلمانو! تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کی دو شرائط سے مشروط، امتِ مسلمہ سے خلافت کے قیام کا حتمی وعدہ فرمایا ہے۔ نبیوں کی آمد کا مقصد دنیا میں توحید کا قیام ہوتا ہے اور خلافتِ حقہ کی بھی یہی نشانی رکھی گئی ہے کہ اس کا بنیادی اور آخری مقصد توحید اور وحدت کا قیام ہے اور یہی بات میری تقریر کا مرکزی نکتہ ہے۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

(آلِ عمران: 104)

کہ اے مومنو! اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی ہدایت اور وحدت کا ذریعہ حبل اللہ کی صورت میں اتارا ہے۔ حبل اللہ سے مراد دین اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا مقدس وجود بھی ہے اور مسیح پاکؑ کا وجود بھی جن کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ساری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا۔ پھر اس سے مراد خلافت احمدیہ بھی ہے جس کے ساتھ ایک مضبوط تعلق ہماری ترقی، وحدت اور نجات کا وسیلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ اس رسی کو مضبوطی سے پکڑنا اور پکڑے رکھنا ہمارا فرض ہے۔

خلافت۔ عالمگیر وحدت کا پیغام

ہمارے پیارے آقا ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیّین کا منصب عطا فرمایا ہے۔ اس میں اکملیت، افضلیت اور عالمگیریت کا مضمون پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ آپ یہ اعلانِ عام فرما دیں کہ

قُلْ يَآأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

(الاعراف: 159)

کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ یہ عالمگیر نبوت کا ایسا عظیم الشان اعلان ہے جس میں کوئی نبی بھی آپ کا ہمسر نہیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد تائیدِ الٰہی سے جو خلافتِ راشدہ قائم ہوئی اس کا دائرہ بھی عالمگیر تھا اور ہر خلیفۂ راشد کو خلیفۃ

الرسول کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ عالمگیر پیغامِ نبوت عالمگیر سلسلۂ خلافت کے ذریعہ ممکن حد تک اکنافِ عالم میں پھیلتا چلا گیا اور جب دورِ آخرین میں اللہ تعالیٰ نے تکمیلِ اشاعتِ دینِ اسلام کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو آنحضرت ﷺ کے امتی اور ظلی نبی ہونے کے لحاظ سے آپؑ کا دائرہ کار بھی سب دنیا پر محیط تھا اور آپؑ نے حقیقی اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پھیلایا۔ اپنی بعثت کا دائرہ بیان کرتے ہوئے خود آپؑ نے فرمایا:

''اب اللہ تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک بنادے''

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 76)

آپؑ نے مزید فرمایا:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا''

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

آپؑ نے یہ وضاحت بھی فرمائی کہ جماعت کی ترقی اور عالمگیر وسعت اور وحدت کا سلسلہ آپؑ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا۔ آپؑ نے لکھا کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ ''وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد''

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے:

''اِس زمانہ کے لئے ایسے سامان میسر آگئے ہیں جو مختلف قوموں کو وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں''۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 76)

پس یہ مبارک دورِ خلافتِ خامسہ جس میں موجود ہونے کی سعادت ہم سب کو حاصل ہے۔ اِس دور میں جس کثرت اور وسعت سے اسلام کی اشاعت اکنافِ عالم میں ہورہی ہے وہ ہر لحاظ سے بے مثل اور یکتا ہے اور خلافت کے عالمگیر فیضان کے زیر سایہ وحدت کا مضمون اتنی وسعت سے جلوہ گر ہے کہ گذشتہ تاریخ میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔

امن اور اتحاد کی عالمگیر مہم

سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سرکردہ سیاسی رہنماؤں اور مذہبی سربراہان کو الگ الگ نہایت مؤثر خطوط لکھ کر امن وسلامتی کی خاطر متحد ہو کر کام کرنے کی دعوت دی تھی۔ اور پھر دنیا کے قریباً سب بڑے بڑے ملکوں کا دورہ کر کے سربراہان سے براہِ راست گفتگو میں بھی یہی پیغام دیا۔ ان سفروں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے برطانیہ، امریکہ، یورپین یونین، نیوزی لینڈ، اور کینیڈا وغیرہ کے حکومتی ایوانوں میں متعدد بار نہایت مؤثر انداز میں خطاب فرمایا۔ ان خطابات کی پریس میں خوب تشہیر ہوئی۔ لندن میں گزشتہ پندرہ سال سے ایک امن کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں حضور انور کے پُرشوکت خطاب کو جو عالمگیر وحدت کے پیغام پر مشتمل ہوتا ہے غیر معمولی توجہ سے سنا جاتا ہے۔ ہر سال دنیا میں امن کے لئے بے لوث خدمات بجالانے والی شخصیت کو امن ایوارڈ بھی دیا جاتا ہے۔ امن کی راہوں کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ باہم محبت واحترام اور انسانیت کی خدمت کے لئے متحد ہونے کا پیغام بھی دیا جاتا ہے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے یہ بھرپور کوششیں عالمگیر وحدت کے قیام کی راہوں کو ہموار کرنے کی نہایت اعلیٰ اور مؤثر مثال ہیں۔

امن کی عالمگیر دعوت سے دلوں کی تسخیر

حضرات! حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس کثرت سے ساری دنیا میں امن کے پیغام کی اشاعت اور مشرق و مغرب اور شمال وجنوب میں اسلام کے عافیت بخش پیغام کی منادی کی ہے اس کا اتنا گہرا تاثر قائم ہوا ہے کہ اب اِن ملکوں میں حضور انور کو امن کے سفیر کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے اور دنیا کے سربراہان میں یہ فکری وحدت پختہ تر ہوتی جارہی ہے کہ اگر دنیا میں واقعی امن قائم کیا جاسکتا ہے تو اُن نظریات کو اپنانے سے ہی ممکن ہے جو حقیقی اسلام پیش کرتا ہے اور جن کی منادی حضرت امام

جماعت احمدیہ کی زبان سے ہو رہی ہے۔ سربراہان مملکت اور دنیا کے دانشوروں پر یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے روشن تر ہوتی جارہی ہے اور اب تو وہ برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں غیر مسلم عمائدین کے اعترافات کا باب بہت وسیع ہے۔ ان میں سے ایک مثال پیش کرتا ہوں جو اس بات پر شاہدِ ناطق ہے کہ خلیفۂ وقت کی زبانِ مبارک سے بیان کردہ نظریات دنیا کے دلوں کو فتح کرتے چلے جارہے ہیں۔

2012 میں حضور انور نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر Bishop Dr Amen Howard جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطاب میں شمولیت کے لئے آئے تھے، موصوف انٹرفیتھ انٹرنیشنل کے نمائندہ اور ایک رفاہی تنظیم Feed a Family کے بانی صدر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار جن الفاظ میں کیا وہ توجہ سے سننے والے ہیں۔ انہوں نے کہا:

"یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اِس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اِس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دِنوں کے اندر برپا ہو سکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ میں اسلام کے بارہ میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اب حضور کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔"

(بحوالہ احمدیہ گزٹ کینیڈا۔ مئی 2018ء صفحہ 20)

یہ ایک مثال ہے سینکڑوں مثالوں میں سے۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ آج خلافت احمدیہ دنیا کو صحیح اسلامی نظریات عطا کر کے ایک نظریاتی انقلاب پیدا کر رہی ہے۔ خلافت کی برکت سے دلوں میں ایک وحدت اور یگانگت پیدا ہوتی جارہی ہے!

"ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی"

آج سے 129 سال قبل قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی سے جس کے بارہ میں کیا خوب کہا گیا کہ:

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

ہاں اسی گمنام سی بستی سے ایک آواز اٹھی تھی جس کے بارہ میں خدائے قادر وقیوم نے فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یہ آواز کیا تھی۔ ایک چھوٹا سا بیج تھا جو خدائی اذن سے بویا گیا اور بڑھتے بڑھتے ایک عالمگیر شجرۂ طیبہ بن گیا اور ہر آن وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ احمدیت کا یہ مقدس شجر آج دنیا کے 212 ممالک پر سایہ فگن ہے۔ احمدیت ایک روحانی چشمہ کا نام ہے جس کے بارہ میں بانیٔ جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا تھا کہ

"ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی"

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

اے سننے والو سنو اور غور سے سنو کہ یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو چکی ہے۔ اس روحانی چشمہ کا فیضان دن بدن بڑھتا اور پھیلتا جارہا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بابرکت زندگی میں ہی احمدیت کے شجرِ طیبہ کو شیریں پھل لگنے شروع ہو گئے اور مختلف مذاہب کے حق پرست لوگوں نے آسمانی آواز پر لبیک کہا۔ ہندوستان اور بیرونی ممالک میں مختلف قومیتوں اور نسلوں کے افراد احمدیت کے دامن سے وابستہ ہوئے اور پھر جب آپ کے وصال کے بعد خلافت احمدیہ کا آغاز ہوا تو ہر دورِ خلافت میں یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ آسمان احمدیت روشن ستاروں سے سجنے لگا اور اکنافِ عالَم میں خلافت کی برکت سے یہ کہکشاں روشن تر ہونے لگی۔ ملک ملک مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے فدا کار اور جانثار خدامِ احمدیت کی ایک لمبی فہرست ہے جو خلافتِ حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ احمدیت کی آغوش میں آئے اور احمدیت کے نور سے منور ہو کر امتِ واحدہ کا دلکش نظارہ پیش کرتے رہے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری اور ترقی پذیر ہے۔ کیا ہی پر لطف نظارہ ہماری نظروں کے سامنے آتا ہے جب ایک طرف بلاد عربیہ میں السید منیر الحصنی، طٰہٰ قزق، مصطفےٰ ثابت اور حلمی الشافعی جیسے صلحاء العرب نظر آتے ہیں

اور مغربی دنیا میں بشیر احمد آرچرڈ ۔عبدالسلام میڈسن ۔ سوین ہینسن ۔عبدالہادی کیوسی ۔ ناصر احمد سکرونز اور ہدایت اللہ ہُبش جیسے ممتاز خدامِ دین پر نظر پڑتی ہے۔ روس میں راویل بخارائیو، چین میں محمد عثمان چاؤ، افریقن ممالک میں عبدالوہاب بن آدم، اسمٰعیل بی کے آڈو، عمری عبیدی اور سرالیف ایم سنگھاٹے جیسے وجودوں کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے دینی خدمات کے ساتھ ملک وقوم کی بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ خدامِ دین اور بزرگوں کی یہ چند مثالیں ہیں جنہوں نے خلافت کے زیر سایہ بے لوث خدمات سرانجام دے کر عالمگیر وحدت کے انمٹ نقوش اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

عالمگیر وحدت کا ایک نمونہ۔جلسہ سالانہ

عالمگیر وحدت کی ایک خوبصورت مثال جماعت احمدیہ کا عالمگیر جلسہ سالانہ ہے جس کا آغاز 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے قادیان میں ہوا۔ پُرسوز دعاؤں سے جاری ہونے والا یہ جلسہ سالانہ اب ایک عالمگیر شجرۂ طیبہ بن چکا ہے اور ہر سال اکنافِ عالم میں یہ جلسے بڑے اہتمام سے منعقد ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کا مرکزی جلسہ سالانہ ہر سال برطانیہ میں منعقد ہوتا ہے جو بلاشبہ خلافت کے زیرسایہ عالمگیر وحدت کا ایک فقید المثال روحانی اجتماع ہے جس میں دنیا کے ایک سو سے زائد ممالک سے عشاقِ اسلام پروانہ وار شامل ہوتے ہیں۔ خلیفہ وقت کی بابرکت شمولیت اور پر معارف خطابات کی برکت سے یہ تین دن رات ایسا روحانی ماحول پیدا کر دیتے ہیں جو شاملین جلسہ کو روحانی سکون اور سرور عطا کرتا ہے۔ جو ایک دفعہ اس جلسہ میں شامل ہوجاتا ہے وہ بار بار آنے کی تمنا اور عزم لیکر واپس لوٹتا ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی جلسہ کا یہی مقصد بیان فرمایا کہ یہ جلسہ ”تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے“ ہے۔

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341

ابتلاؤں میں وحدت کی بقا

ابتلا اور مصائب الٰہی جماعتوں پر بھی آتے ہیں لیکن الٰہی جماعتوں پر ان کا اثر دنیاوی جماعتوں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ الٰہی جماعتیں اپنے ایمان میں مستحکم اور ابتلاؤں کے سامنے ثابت قدم رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ وعدہ دیا ہوا ہے کہ

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (سورۃ النور:56)
کہ اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔

جماعت احمدیہ کی ساری تاریخ اس وعدہ الٰہی پر شاہدِ ناطق ہے۔ خلافت کے ہر دور میں عظیم الشان کامیابیوں کے ساتھ ساتھ مخالفتوں کے طوفان بھی اٹھتے رہے، سخت مشکل مراحل آتے رہے لیکن ہر موقعہ پر ساری کی ساری جماعت خلافت کے سایہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ثابت قدم اور متحد رہی اور مِن حیث الجماعت، ہر ابتلا کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوط ہوکر ابھری۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک ایک باب اس بات پر گواہ ہے کہ ہر ابتلا جماعت کے لئے مزید استحکام اور ترقی کی نوید بن کر آیا۔ یہ سب کچھ محض اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم ہونے والی اس جماعت کے سر پر خلافت احمدیہ کا تاج سجایا گیا ہے۔ خلیفۂ وقت کا مقناطیسی وجود ہر مشکل گھڑی میں سایۂ رحمت بن کر ان کو متحد رکھنے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ خلافت کے سایہ میں وحدت، اتحاد اور ترقی کے نظارے جماعت احمدیہ کو نصیب ہیں اور باقی دنیا اس سے محروم ہے!

ایک عالَم جل رہا ہے دھوپ میں بے سائباں
شکر ہے مولیٰ! ہمیں یہ سایۂ رحمت ملا

وحدت کا عالمگیر ذریعہ۔MTA

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

کہ آسمان کی آواز سنو جو یہ اعلان کررہی ہے کہ مسیح آ گیا۔ مسیح کا ظہور ہو گیا۔ ایم ٹی اے ایک مستقل ٹیلی ویژن ہے جو 24 گھنٹے دنیا کی 27 زبانوں میں اسلام واحمدیت کا پیغام نشر کررہا ہے۔ آج دنیا میں کسی اور مذہب کا کوئی ایسا نشریاتی ادارہ نہیں جس کی آواز بیک وقت ساری دنیا کے چپہ چپہ میں سنائی دیتی ہو اور ساری دنیا کو وحدت کا پیغام دیا جاتا ہو۔

گر نہیں عرشِ معلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں

ایم ٹی اے کے ذریعہ مواصلاتی فتوحات کے تذکرہ کے دوران خلافت خامسہ میں اس کی نئی شاخوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا تذکرہ بھی سابقہ پیشگوئیوں میں موجود ہے

☆ 23 مارچ 2006ء کو ایم ٹی اے کے نئے آٹومیٹڈ براڈکاسٹ سسٹم کا افتتاح ہوا۔

☆ 10 جولائی 2006ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کی نشریات شروع ہوگئیں۔

☆ 23 مارچ 2007ء کو ایم ٹی اے العربیہ کا اجراء ہوا۔ اس چینل نے عرب دنیا میں ایک ہلچل مچا دی ہے۔

= حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

یہ الہام مختلف رنگوں میں پورا ہوتا رہا مگر خلافت خامسہ میں اس الہام نے ایک نیا جلوہ دکھایا اور 16 دسمبر 2005ء کو قادیان کی مسجد اقصیٰ سے معجزانہ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کی صورت میں مسیح موعود کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچنے لگی اور یہ پیغام جلسہ کے خطابات کے علاوہ 5 خطبات جمعہ اور ایک خطبہ عیدالاضحیٰ کی صورت میں گونجتا رہا۔

اس کے 3 ماہ بعد 28 اپریل 2006ء کو زمین کے کنارے فجی سے حضور کا خطبہ جمعہ زمین کی تمام بلندیوں اور پستیوں میں نشر ہوا جسے فجی کے نیشنل ٹی وی نے بھی Live نشر کیا۔ حضور نے 2 مئی 2006ء کو جزیرہ تاویونی پر لوائے احمدیت لہرایا جہاں سے Date Line گزرتی ہے۔

پس قادیان سے زمین کے کناروں تک اور زمین کے کناروں سے تمام دنیا تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کا ابلاغ احمدیت کے مواصلاتی اور فضائی دَور کا نیا سنگ میل ہے۔

= حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے 1920ء میں ایک مضمون میں 'احمدیہ جہاز' کا نظریہ پیش کیا تاکہ مبلغین اور احمدی حجاج با آسانی سفر کرسکیں۔

☆ بعدازاں 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے سفر یورپ میں اس خواہش کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ حضورؓ کا منشاء تھا کہ اپنے جہاز تجارت اور تبلیغ کی اغراض میں معاون ہوں گے۔

☆ حضورؓ نے 1936ء کی مجلس مشاورت میں بھی اپنی اس خواہش کا یوں اظہار فرمایا: ''مَیں تو جب ریل گاڑی میں بیٹھتا ہوں میرے دل میں حسرت ہوتی ہے کہ کاش! یہ ریل گاڑی احمدیوں کی بنائی ہوئی ہو اور اس کی کمپنی کے وہ مالک ہوں اور جب میں جہاز میں بیٹھتا ہوں تو کہتا ہوں کاش! یہ جہاز احمدیوں کے بنائے ہوئے ہوں اور وہ ان کمپنیوں کے مالک ہوں''۔

☆ اللہ تعالیٰ نے خلافت خامسہ میں یہ حیرت انگیز معجزہ دکھایا کہ حضور انور کے دورۂ امریکہ 2008ء کے بعد حضور جس جہاز سے کینیڈا تشریف لے گئے، اسے خلافت فلائٹ کا نام دیا گیا۔ یہ سفر 24 جون 2008ء کو دنیا کی چوتھی بڑی ہوائی کمپنی Continental ایئرلائن پر کیا گیا۔ مکرم منعم نعیم صاحب (نائب امیر یو ایس اے) اس ایئرلائن کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ اس جہاز میں سفر کرنے والے احباب کی تعداد 27 تھی۔ جو بورڈنگ کارڈ مہیا کیا گیا اس پر صد سالہ خلافت جوبلی کا Logo بنا ہوا تھا اور ایک طرف منارۃ المسیح کی تصویر تھی۔ کارڈ کے اوپر لکھا ہوا تھا "Khilafat Flight" اور ایک حصہ پر Ahmadiyya Muslim Community لکھا ہوا تھا اور نچلے حصہ میں "Khilafat Centenary Celebration" کے الفاظ درج تھے۔

= اسی طرح دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر، نیز شدید زلازل اور غیر معمولی طوفانوں سے زمین کے تہ و بالا ہونے کی پیشگوئیاں بھی

خلافتِ خامسہ کے دَور میں حیرت انگیز شان سے پوری ہو رہی ہیں۔ الغرض پیشگوئیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ایک طرف خلافت احمدیہ کی صداقت کو آشکار کر رہا ہے تو دوسری طرف خدائے لم یزل کی عظمت کے ترانے گا رہا ہے۔

ایمان افروز جلوے

خلافت کے زیرِ سایہ عالمگیر وحدت اور تائید الٰہی کے ایمان افروز نظارے ہر آن اور ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں۔ ذرا ایک نظر ڈالتے ہیں۔

خلافتِ خامسہ کا آغاز ہوتے ہی وحدت کا کیا دلفریب نظارہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو دکھایا کہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد، حضور انور ایدہ اللہ کے پہلے ارشاد کی تعمیل میں سارا عالَمِ احمدیت فوراً بیٹھ گیا حتی کہ سات سمندر پار کے احمدی بھی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ پھر خلافت جوبلی کے جلسہ میں ایک فرمان پر سارا عالمِ احمدیت کھڑا ہوگیا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ نے خلافت سے وفاداری، اطاعت اور قربانی کا عہد لیا تو یوں لگتا تھا کہ سارا عالمِ احمدیت سمٹ کر حضور انور کی مٹھی میں آ گیا ہے!

حضور انور غانا گئے تو دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضور انور لوائے احمدیت بلند فرما رہے تھے اور ساتھ ہی صدر مملکت اپنے ملک کا جھنڈا بلند کر رہے تھے۔ ایسا نظارہ کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد کے افتتاح کے موقع پر بھی دیکھنے میں آیا۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور ملک کے وزیر اعظم نے کینیڈا کا جھنڈا ابلند کیا۔

ایک وقت تھا کہ جماعت کے مبلغین تبلیغ کے لئے کسی ملک میں جاتے تو انہیں جیل میں ڈال دیا جاتا اور اب یہ زمانہ آ گیا ہے کہ خلیفۂ وقت دورہ پر جاتے ہیں تو کئی ممالک میں انہیں سرکاری طور پر خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ حکومت کے کارندے اپنے شہروں کی چابیاں خلفاء کی خدمت میں پیش کرنا اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ مختلف سربراہان مملکت حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملکی معاملات میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور دعا کی بھی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی تائید و نصرت کا ہر روز ایک نیا باب کھلتا چلا جاتا ہے!

یہ پذیرائی، یہ عزت، یہ مقبولیت اور عالمگیر وحدت کے روح پرور نظارے ہم جس کثرت سے دیکھ رہے ہیں یہ سب اس خدائے ذوالجلال کا دین ہے جو ہر عزت و عظمت کا سرچشمہ ہے۔ دنیا کی نظر میں خلیفۂ وقت کے پاس نہ کوئی تاج ہے، نہ کوئی تخت اور نہ کوئی حکومت۔ لیکن دیکھو! کہ وہ خدائی تائید و نصرت کی برکت سے عالمگیر وحدت کا زندہ نشان بن کر اکنافِ عالم میں اپنوں اور غیروں کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے۔ کیا یہ قدرت الٰہی کا کرشمہ نہیں کہ یہ بظاہر بے تاج لیکن روحانی بادشاہ آج کروڑوں دلوں کی دھڑکن بنا ہوا ہے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

خلافت احمدیہ کے زیر سایہ وحدت ہی وحدت

آج امتِ مسلمہ اپنی بدقسمتی سے ذہنی، فکری اور نظریاتی لحاظ سے انتشار اور افتراق کا شکار ہو چکی ہے۔ اس بھیانک پس منظر میں جماعت احمدیہ کی ایک واحد مثال ہے جو اپنے سربراہ کے ہاتھ پر متحد اور منظم ہے اور سربراہ بھی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا کیا ہے۔ وہی خدا اس کی مدد کرتا ہے اس کی راہنمائی کرتا ہے اور نعمتِ خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ میں ہر پہلو سے وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے۔ اختصار کے ساتھ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ ایک خلیفۂ وقت کی قیادت اور راہنمائی میں چلنے والی جماعت ہے۔ خلافت کی برکت سے جماعت کے اندر نظریاتی اور فکری وحدت کے ساتھ ساتھ عملی وحدت بھی پائی جاتی ہے۔ جس طرف خلیفۂ وقت کی نگاہ اٹھتی ہے یا کسی جانب ہلکا سا بھی اشارہ ہوتا ہے، سارے احمدیوں کا رخ فوری طور پر اسی طرف ہو جاتا ہے۔ اسی وحدت میں جماعت احمدیہ کی عظمت اور ترقی کا راز مضمر ہے۔

جماعت کے اندر نظریاتی اور فکری وحدت کے قیام کے لئے ایک جامع نظام جاری ہے۔ ساری دنیا میں مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے 13 جامعات قائم ہیں جہاں ایک جیسا نصابِ تعلیم جاری ہے جس سے عالمگیر وحدت پیدا ہوتی ہے۔

دینی امور میں راہنمائی کے لئے اِفتاء کا نظام جاری ہے جو خلیفۂ وقت کی نگرانی اور راہنمائی میں کام کرتا ہے اور نظریاتی وحدت کو قائم رکھتا ہے۔

جماعت کے اندر ذیلی تنظیموں کا نظام بھی خلیفۂ وقت کی راہنمائی میں کام کرتا ہے اور باہم کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

خلافت کے زیر سایہ ہر ملک میں مجلسِ مشاورت کا نظام بھی جاری ہے ۔ یہ نظام بھی جماعت کی وحدت اور نظریات و خیالات کی یکسانیت کو فروغ دیتا ہے۔

رمضان اور عیدین کے موقعہ پر عام مسلمانوں میں اختلاف ایک معمول بن گیا ہے لیکن خلافت کی راہنمائی میں جماعت احمدیہ کے اندر اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ مطلع کے اختلاف سے مختلف ممالک میں الگ الگ تاریخیں ہوسکتی ہیں مگر سب کا فیصلہ ایک متفقہ اصول کے تابع ہوتا ہے۔

خلیفۂ وقت کا خطبہ جمعہ ساری جماعت کی یکساں اور بروقت راہنمائی کا ذریعہ ہے اس طرح ساری جماعت میں ایک نظریاتی اور فکری وحدت پیدا ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے علاوہ یہ نعمت کسی اور جماعت کو نصیب نہیں۔

خلافت احمدیہ میں خلیفۂ وقت کا وجود مرکزی محوری حیثیت رکھتا ہے اور سارا نظام خلیفۂ وقت کے اشارہ پر متحرک ہوتا ہے اور ساری جماعت یک جان ہو کر ایک سمت میں حرکت کرتی ہے۔ اس اتحاد اور وحدت کی برکت سے غیر معمولی قوت اور شوکت نصیب ہوتی ہے۔

ساری دنیا میں جماعت کے اصول و قواعد یکساں ہیں۔ اس وجہ سے ہر جگہ یکساں طرزِ عمل نظر آتا جو وحدت کا شاہکار ہے۔

الغرض خلافت کے زیرِ سایہ وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے!

دورِ خلافت خامسہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت خامسہ کے بارہ میں فرمایا:

”یہ دور……انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ میں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُرمعصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ بڑھتا رہے گا۔“

(خطاب 27 مئی 2008ء۔ الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی 2008ء صفحہ 11

خلافت کے ساتھ خدا ہے۔ خلافت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ آپ کے خلفاء پر بھی صادق آتے ہیں: ”کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی“

انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23

گمراہی سے بچنے کی دعا

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا کرتے:

اے اللہ مَیں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ مَیں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ یا مَیں جہالت کروں یا میرے ساتھ جہالت کی جائے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب
باب مایقول الرجل اذا خرج من بیتہ۔ حدیث نمبر 4430)

نظامِ شوریٰ کے مقاصد و افادیت اور ممبرانِ شوریٰ کی ذمہ داریاں

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا
مجلس مشاورت کے قیام کے سو سال مکمل ہونے پر یوکے، کینیڈا، امریکہ،
جرمنی، بیلجیم اور گنی بساؤ کی مجالس مشاورت 2022ء کے نمائندگان سے لائیو اختتامی خطاب
(مسجد بیت الفتوح مورڈن، لندن، یوکے 22 رمئی 2022ء)

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز طاہر ہال، بیت الفتوح، مورڈن میں منعقد ہونے والی مجلس مشاورت برطانیہ 2022ء (منعقدہ 21 و 22 رمئی 2022ء) کے اختتامی اجلاس میں بنفسِ نفیس رونق افروز ہوئے اور انگریزی زبان میں بصیرت افروز اختتامی خطاب فرمایا۔ یہ خطاب ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے توسّط سے پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔

حضورِانور کا قافلہ 5 بج کر 10 منٹ پر بیت الفتوح کے احاطہ میں پہنچا۔ بعد ازاں حضورانور مسجد بیت الفتوح تشریف لے گئے جہاں سینکڑوں کی تعداد میں مرد و زَن اور بچے اپنے پیارے امام کے دیدار کے انتظار میں تھے۔ حضورِانور بیت الفتوح کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں احباب جماعت نے حضورانور کی اقتدا میں نماز ظہر و عصر پڑھنے کی توفیق پائی۔ یاد رہے کہ کورونا وبا کے بعد مسجد بیت الفتوح میں پہلی مرتبہ خواتین نے نیز بحیثیت مجموعی اتنی بڑی تعداد میں احبابِ جماعت نے حضورِانور کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی توفیق پائی۔

نمازوں کی ادائیگی کے کچھ دیر بعد 5 بج کر 45 منٹ پر حضورِانور اختتامی اجلاس کے لیے طاہر ہال میں تشریف لائے۔ کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے سورۃ المومنون کی آیات 1 تا 12 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ مکرم طاہر سلبی صاحب مبلغ سلسلہ نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

خطاب حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5 بج کر 51 منٹ پر مجلس مشاورت سے (بزبانِ انگریزی) خطاب فرمانے کے لیے منبر پر تشریف لائے۔ تشہد، تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور نے فرمایا:

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ گذشتہ دو سالوں میں کورونا کی وبا کے سبب دنیا بھر میں پروگرامز میں کمی ہوئی اور ہماری جماعت کے پروگرام بھی متاثر ہوئے۔ گذشتہ چند سالوں میں یوکے اور دیگر ممالک میں مجالس شوریٰ کا محدود انعقاد آن لائن کیا گیا۔ عام شوریٰ کے مقابل ایجنڈا بھی مختصر رکھا گیا تھا۔

آج اس لحاظ سے یہ خوشی کا دن ہے کہ تقریباً تین سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوکے جماعت کو مجلس شوریٰ کا انعقاد کرنے کی توفیق دی ہے جس میں نمائندگان بذاتِ خود شامل ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی کینیڈا، جرمنی اور دوسرے ممالک میں بھی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ الحمدللہ اس سال نظامِ شوریٰ کے قیام پر سو سال بھی مکمل ہو رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تمام ممبران نے اس اہم سنگِ میل کو خصوصی نگاہ سے دیکھا ہو گا۔ 1922ء میں شوریٰ کا آغاز ہوا اور ہر سال مجلس شوریٰ کا نظام وسیع اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہمیشہ ہمارے شاملِ حال رہی ہے۔ اور جماعت ہر رنگ میں پھلتی پھولتی ہے۔ اس حقیقت کا اطلاق یقیناً مجلس مشاورت پر بھی ہوتا ہے۔ جو مبارک بیج آج سے سو سال قبل بویا گیا اس کی جڑیں نہ صرف مضبوط ہوئیں بلکہ اس سے نکلنے والا پودا پھولتا اور پھیلتا گیا اور اب اس کے ثمرات تمام دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ یقیناً ہر ملک میں جہاں نظام جماعت مکمل طور پر قائم ہے وہاں مجلس شوریٰ ہر سال منعقد ہوتی ہے۔

تقریباً سو سال سے زائد عرصہ قبل یوکے میں جماعت کا قیام ہوا لیکن یہاں نظامِ شوریٰ اس کے چند دہائیوں بعد شروع ہوا۔ اور دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد یہ باقاعدہ طور پر زیادہ منظم ہوا۔ اب یہ نظام باقاعدہ جاری ہے اور صرف انتظامی لحاظ سے ہی یوکے میں نہایت منظم ہو چکا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ دوسرے ممالک میں بھی یہی صورت حال ہو گی۔ اس میں یورپ کی جماعتیں، امریکہ، کینیڈا اور افریقہ کی بڑی جماعتیں شامل ہیں۔

شوریٰ کے ممبران کا انتخاب شوریٰ کے قواعد کے مطابق ہوتا ہے۔ تجاویز پیش ہوتی ہیں اور جو منظور ہوں انہیں ایجنڈے میں شامل کیا جاتا ہے جہاں وہ زیرِ بحث آتی ہیں۔ پھر سب کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں جہاں ان تجاویز پر غور و خوض کیا جاتا ہے اور حتمی شکل دی جاتی ہے جس کے بعد مجلس شوریٰ کے سامنے یہ تجاویز دوبارہ رکھی جاتی ہیں جہاں ان پر ایک مرتبہ پھر غور کیا جاتا ہے یہاں تک کہ سفارشات حتمی شکل اختیار کر جائیں۔

جہاں تک طریقہ کار کا سوال ہے تو اس میں کافی حد تک پختگی آ چکی ہے مگر میری نظر میں بعض عہدے دار اور شوریٰ کے ممبران کو اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا حقیقی ادراک نہیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ مجلس شوریٰ ایک ایسا ادارہ ہے جو کسی بھی

دنیاوی ادارے یا پارلیمنٹ سے یکسر مختلف ہے۔ دنیاوی پارلیمنٹس کو دیکھیں تو ان کی کارروائیوں میں ناختم ہونے والی بحث ہوتی ہے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور آپس میں تنازعات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات یہ کارروائی باہمی حالات کو کشیدہ بھی کر دیتی ہے جبکہ اقوامِ متحدہ کی سطح پر ممالک میں باہمی دوریاں بڑھا دیتی ہے۔ ایک ایجنڈے کے دو مخالف گروپ ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی بات کو اہمیت نہیں دی جاتی اور اپنی یا اپنی پارٹی کے نظریہ کو زبردستی تھوپا جاتا ہے۔

عام دنیاوی پارلیمان کے ممبران کی تو خواہش اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی انفرادی شخصیت کو ابھار کر پیش کرسکیں، اس کے لیے وہ بسا اوقات انصاف اور حقیقت سے ہٹ کر بھی رائے کا اظہار کر دیتے ہیں۔ لیکن ہماری مجلسِ مشاورت دوسری پارلیمان اور کانگریس وغیرہ سے افضل ہے اور اس کی یہ افضلیت اسی بنا پر قائم رہ سکتی ہے کہ جب آپ ممبران کے اخلاق اور رویّے مثالی ہوں۔ آپ کی رائے صداقت پر مبنی اور دھوکا دہی سے مبرّا ہو۔ یاد رکھیں کہ شوریٰ کا بنیادی مقصد وہ سفارشات پیش کرنا ہے کہ جو امامِ وقت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے بڑھانے والی ہوں۔ آپؑ کا مشن اسلام اور آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا کے کونوں تک پہنچانا ہے۔ پس یہ آپ ممبران کی ڈیوٹی ہے کہ خلیفۂ وقت جو تمام جماعت کے لیے بمنزلہ باپ کے ہے اُسے صحیح اور صائب رائے دیں تاکہ خلیفۂ وقت اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لیے وہ اقدامات کر سکے جس کے نتیجے میں بنی نوع انسان اپنے خالق کو پہچاننے والی بنے۔

مجھے امید ہے کہ آپ تمام ممبران نے اپنی اس ڈیوٹی کو صحیح طرح نبھایا ہوگا۔ یاد رکھیں کہ آپ یہاں کسی دنیاوی مقصد کے لیے اکٹھے نہیں ہوئے بلکہ آپ دینِ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی تجاویز سوچنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آپ کو اپنی رائے کا اظہار ایمان داری اور دیانت داری سے کرنا چاہیے اور کبھی یہ سوچ نہیں آنی چاہیے کہ آپ ہی کی رائے درست ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اب تو ہر اس ملک میں جہاں نظامِ جماعت فعال ہے وہاں مجلسِ شوریٰ کا نظام بھی قائم ہے اس کے باوجود بعض جگہوں سے ایسی شکایات وقتاً فوقتاً سامنے آجاتی ہیں کہ بعض ممبران بحث برائے بحث یا معمولی باتوں پر وقت ضائع کرتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ خیال بھی ظاہر کر دیتے ہیں کہ دوسرے ممبرانِ شوریٰ مثبت سوچ کے ساتھ مشاورت میں شامل نہیں ہوئے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ نے تقویٰ اور مجلسِ مشاورت کے حقیقی مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی رائے دی ہوگی۔

اس سال مجلسِ مشاورت کے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ پس اس موقع پر ہمیں خدا کے فضلوں کو یاد کرنا چاہیے۔ پہلی مجلسِ مشاورت جو 1922ء میں ہوئی تھی، اس وقت جماعت کا کُل بجٹ 55 ہزار روپے تھا جو آج کل کے حساب سے کسی طرح بھی ڈیڑھ دو لاکھ پاؤنڈز سے زیادہ نہیں بنتا، لیکن آج صرف یو کے جماعت کا بجٹ ہی کئی ملین پاؤنڈز ہے۔ اسی طرح کینیڈا، جرمنی اور امریکہ وغیرہ جماعت کا بجٹ بھی ہے۔ پس یہ سب خدا کے فضل اور انعامات ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

بلا شبہ خدا تعالیٰ کے ہماری جماعت پر بے انتہا فضل اور احسانات ہیں۔ ایک وقت تھا کہ جماعت کے پاس اس قدر بھی وسائل نہ تھے کہ صرف واقفین کے الاؤنس ہی ادا کیے جاتے لیکن اُس وقت کے واقفین نے بھی توکل علی اللہ اور صبر واستقامت سے خدمت کی اور کبھی کوئی شکایت زبان پر نہ لائے اور نہ ہی ان واقفین کے اہل خانہ نے کبھی شکایت کی اور بہترین خدمت بجالاتے رہے اور اس وجہ سے یہ آج کے واقفین، کارکنان اور ممبران شوریٰ کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ آج خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے جماعت کو کشائش عطا فرمائی ہے گو کہ اب بھی ایک تعداد ہے جو کہ اپنی آمد کے مطابق معیاری چندہ ادا نہیں کر رہی۔ لیکن آج ایسا نہیں کہ ہم مساجد نہیں بنا سکیں، جماعتی لٹریچر نہ چھاپ سکیں، واقفین اور کارکنان کے الاؤنس نہ ادا کر سکیں بلکہ اب تو خدا کا اتنا فضل ہے کہ جماعت کے کئی ممالک ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک ایک شعبے کے لیے خدمتِ اسلام بجالانے کے لیے بھاری رقوم مختص کی جاتی ہیں۔ اگر اس قدر کشائش عطا ہوگئی ہے تو سوال یہ ہے کہ اب اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا ہم اپنے سے پہلوں کی طرح صدق و وفا میں بھی ترقی کر رہے ہیں یا صرف زبانی دعوے ہیں؟

حضورِانور نے فرمایا کہ آج جماعت پر جو خدا تعالیٰ کے افضال ہیں، ہم سب اس کے عینی شاہد ہیں کہ اس کشائش سے ہم تمام دنیا میں تبلیغ اور تربیت کا کام مساجد کی تعمیر، اور احمدیوں کی تربیت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے اب تو خدا تعالیٰ نے احمدیوں کو انفرادی طور پر بھی اتنی کشائش عطا فرمادی ہے کہ ان میں سے کئی لوگ اکیلے غریب ممالک میں مساجد کی تعمیر کروا رہے ہیں۔ یوکے میں مسجد بیت الفتوح کے ایک حصے کو آگ لگنے کے بعد یوکے جماعت نے اس کی تعمیرِ نَو کے لیے ایک بڑا حصہ ادا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد اور احباب جماعت کی قربانی دیکھ کر آپ سب پر یہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ نہ کہ یہ سمجھا جائے کہ یہ سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری وقف جدید یا کسی کمیٹی ممبر کی محنت کا نتیجہ ہے بلکہ سمجھا جائے کہ ایسے منصوبے صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

ہر عہدیدار اور احمدی کو یاد رکھنا چاہیے کہ خالی مالی قربانی کرنا ہمیں اپنے اخلاقی اور روحانی ترقی کی طرف توجہ کرنے کے فرائض سے سبکدوش نہیں کرتا۔ نہ ہی مجلس شوریٰ کے ممبران اس خوش فہمی میں رہیں کہ اس ہال سے نکل کر وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہو چکے ہیں۔ یا یہ خیال کریں کہ بجٹ یا دیگر تجاویز پر بحث کر کے، یا تبلیغ، تعلیم اور تربیت کے لیے فنڈ مختص کر کے آپ کے فرائض ادا ہو گئے ہیں بلکہ ہر ایک کو اپنی روحانی اور اخلاقی حالت میں بہتری لانے کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ آپ سب اس کے علاوہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کمزوریوں کی پردہ پوشی کرے۔ اور جو پلاننگ اس نے کرنے کی توفیق دی اور خلیفۂ وقت نے جس کی منظوری عطا فرمائی ہے اس پر اب ہمیں بھرپور طور پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا ہو۔ اور احباب جماعت کو بھی یہ بتائیں کہ صرف مالی قربانی کرنے سے دینی فرائض ادا نہیں ہو جاتے بلکہ ان کی قربانیاں حقیقی طور پر بابرکت نہیں ہوں گی جب تک وہ مسلسل اپنے روحانی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنے کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔ تب ہی افرادِ جماعت حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی برکات اور انعامات کا وارث بن سکیں گے۔ اگر تمام احمدی مسلمان اس روح کے ساتھ آگے بڑھیں گے تو یقیناً ہمارا خدا تعالیٰ کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی تعلق مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ترقی کریں گے تو ہم اُن لوگوں میں سے ہوں گے جو اس کے انعامات کے مورد ہوتے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجلس شوریٰ کی تمام سفارشات کو بابرکت فرمائے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ صرف انتظامی طور پر ترقی کرنے والے ہوں بلکہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں شامل کرے جن کی عبادات، ترقی پذیر ایمانی حالتیں دوسروں کے لیے نمونہ ہوتی ہیں۔ اگر آپ اس انداز سے زندگی بسر کریں گے تو لوگ آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ اگر تمام احبابِ جماعت اپنی روحانی اصلاح کریں گے تو تبلیغ کے رستے بھی کھلیں گے اور اسلام کو پھیلانے کے نئے نئے راستے نمودار ہوں گے۔

جہاں تک تبلیغ اور تربیت کا تعلق ہے تو میں ممبران شوریٰ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی بہتر انداز میں اشاعت و ترویج نیز دیگر لٹریچر کی تشہیر کی ضرورت ہے۔ ماضی میں اس قدر وسائل نہ تھے کہ ضرورت کے مطابق لٹریچر کی اشاعت کی جا سکے لیکن اب جماعت الحمدللہ لاکھوں کی تعداد میں کتب، رسائل اور پمفلٹس شائع کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر امسال قرآن کریم کو خوبصورت عربی رسم الخط میں شائع کیا گیا ہے، حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا انگریزی ترجمہ قرآن اور حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کا لفظی اردو ترجمہ قرآن بڑی تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ کتب حدیث، کتب حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے کرام نیز دیگر کتب کو شائع کیا جا رہا ہے۔ جہاں ایک وقت ایسا تھا کہ ہمارے پاس کتب کی اشاعت کے لیے رقم کا بندوبست کرنا مشکل تھا وہاں اب جبکہ ہمارے پاس کتب کا کافی سٹاک موجود ہے تو وکالت اشاعت نے رپورٹ دی ہے کہ مقامی جماعتیں اور انفرادی طور پر احمدی جیسا کہ حق ہے اس طرح کتب نہیں خریدتے، تقسیم کرتے اور نہ ہی ان سے کماحقہ ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ مرکزی سٹور میں بڑی تعداد میں لٹریچر پڑا رہتا ہے اور میرا یہ تاثر ہے کہ مختلف ممالک کو جو لٹریچر بھجوایا جاتا ہے وہ بھی صحیح طرح استعمال نہیں ہوتا اور اکثر ان کے سٹورز میں پڑا رہتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جماعتوں کی طرف سے مرکز کو بار بار نئے

ڈیمانڈ بھجوائی جاتی یہاں تک کہ وکالتِ اشاعت کو ممالک کی ڈیمانڈز پوری کرنا مشکل ہو جائے۔ مرکزی اور ملکی سٹورز سے کتب فوراً ختم ہو جائیں اور ہر احمدی کے گھر میں اور دنیا بھر میں زیرِ تبلیغ افراد کے ہاتھوں میں موجود ہوں۔

حضورِ انور نے تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ یوکے اور دوسری جماعتیں جو یہ خطاب سن رہی ہیں مصمم ارادہ کریں کہ ہم نے لٹریچر کی پہلے سے بڑھ کر ترسیل کرنی ہے اور اسے کثرت سے عوام میں پھیلانا ہے تاکہ احمدیت اور اس کی تعلیمات کا تعارف معاشرے میں وسیع طور پر ہو جائے۔ احمدیوں کو انفرادی طور پر بھی اس کی تحریک کرنی چاہیے کہ وہ کتب خریدیں اور ان کا مطالعہ کریں اور اپنے زیرِ رابطہ احباب کو بھی دیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس زمانے میں ہمیں مختلف آن لائن اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ بھی احمدیت کے پیغام کو وسیع طور پر پھیلانے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو ترغیب دلانی چاہیے کہ وہ ایم ٹی اے اور دیگر جماعتی آن لائن مواد سے استفادہ کریں اور اسے دوسروں کے ساتھ شیئر کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال ہزاروں لوگ ایم ٹی اے اور الاسلام کے ذریعہ جماعت سے متعارف ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے کئی سعید فطرت روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ایم ٹی اے کو صرف ایک ایسا چینل نہ سمجھا جائے جو صرف ممبرانِ جماعت کے لیے مفید ہے بلکہ یہ تبلیغ کے میدان میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے اگرچہ ابھی بھی اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ پس ہر شوریٰ ممبر اور عہدیدار کو غیر مسلموں کے سامنے ایک منصوبہ بندی اور پلان کے تحت ایم ٹی اے اور ہماری دیگر ویب سائٹس جیسے الاسلام کا تعارف کروانا چاہیے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آخر میں مَیں ایک بار پھر آپ کو یہ یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ بحیثیت شوریٰ ممبر اور عہدیدار اگر آپ اپنا کردار اخلاص اور عاجزی کے ساتھ ادا کریں گے اور اللہ کے حضور خالص ہو کر جھک کر دعائیں کریں گے اور اس کا رحم مانگیں گے تو یقیناً اس کی نصرت اور فضل کی بارش جماعت پر پہلے سے زیادہ برسے گی۔

آج بعض مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں اور ہمارے عقائد اور طور طریقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ گو یہ بے بنیاد الزام ہے لیکن ہمارے قول و فعل میں ہلکا سا بھی تضاد نہیں ہونا چاہیے اور ہمارے تمام عمل اسلام کی تعلیم کے مطابق ہوں۔ آج ہم دنیا میں امن کا فقدان دیکھتے ہیں۔ اس وقت انسانیت کو تباہی سے بچانے کا ایک ہی رستہ ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانیں اور اس کی طرف جھکنے والے ہوں۔ ہمیں اپنی اپنی اقوام کی راہنمائی کرنی چاہیے اور انہیں اللہ اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانی چاہیے۔ اور ہم یہ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک اسلام کی تعلیم اور ان اقدار کو اپنانے والے نہ ہوں گے جو قرآن کریم، رسول اللہ ﷺ اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے اندر قائم کیے ہیں۔ ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچے اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقصد کو سمجھیں۔ تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم مجلس شوریٰ کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہیں۔ تبھی آپ خلیفہ وقت کے حقیقی سلطان نصیر کے طور پر خدمت کر رہے ہوں گے جو اسلام احمدیت کے پھیلاؤ کو نئی رفعتوں کی طرف لے جانے کی خاطر جماعت کی راہنمائی کرتا ہے۔ صرف تبھی آپ اپنا کردار ادا کر رہے ہوں گے جب اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ دنیا کے تمام احمدی خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر ایک سمت میں، ایک متحد جماعت کے طور پر اسلام اور آنحضرت ﷺ کی حقیقی اور آخری روحانی فتح کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

میں دعا اور امید کرتا ہوں کہ جن تجاویز پر غور کیا ہے اور جو بھی سفارشات آپ نے مجھے بھیجی ہیں وہ مجلس شوریٰ کے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہیں۔ اور جماعت کی باہمی اخوت کو نئے معیار پر پہنچانے کے لیے ہیں اور اس روح کے ساتھ ہیں کہ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کے ہر کونے تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجلس شوریٰ کے نظام پر افضال نازل فرمائے کہ یہ آج اپنی دوسری صدی میں داخل ہو رہی ہے۔ اور ہماری جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کا مشاہدہ کرنے والی ہو۔ آمین

حضورِ انور کے خطاب کا اختتام 6 بج کر 35 منٹ پر دعا کے ساتھ

ہوا۔حضور انور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ عنایت فرمانے کے بعد طاہر ہال سے باہر تشریف لے گئے۔

بعدازاں حضورانور لجنہ اماءاللہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں پر حضورِانور نے صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ سے بعض امور کے متعلق دریافت فرمایا۔ وہاں سے حضور انور صدسالہ جوبلی خلافت احمدیہ نمائش میں تشریف لے گئے جہاں ممبرانِ قافلہ کے لیے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہاں پر کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد حضور انور چھ بج کر انسٹھ منٹ پر بیت الفتوح کے نئے تعمیر ہونے والے پانچ منزلہ خوبصورت بلاک کا معائنہ فرمانے کے لیے تشریف لے گئے۔حضور انور راہداری سے ہوتے ہوئے مسجد کے نو تعمیر شدہ بلاک کے سامنے برآمدے میں تشریف لے گئے۔ پھر بیت الفتوح کے سامنے موجود کار پارکنگ میں رونق افروز ہوئے اور بلاک کے سامنے کچھ دیر کھڑے ہو کر نظر اٹھا کر مسجد کے سامنے والے حصے (elevation) کو کچھ دیر ملاحظہ فرمایا۔مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ اور مکرم عرفان قریشی صاحب (سیکرٹری جائیداد برطانیہ) نے حضور انور کی خدمت میں تعمیرات سے متعلق تفصیلات پیش کیں۔حضور انور نے بھی ان سے بعض امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

معائنہ کے بعد حضورِانور جب ایم ٹی اے کے سامنے موجود راہداری سے گزر رہے تھے تو وہاں پر ایم ٹی اے کے رضا کاران اور کارکنان موجود تھے۔حضور انور نے مکرم عبدالمومن طاہر صاحب (انچارج عربک ڈیسک) اور محترم فیروز عالم صاحب (انچارج بنگلہ ڈیسک) سے خطاب کے براہِ راست ترجمہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

مختصر رپورٹ مجلس مشاورت برطانیہ 2022ء

مکرم رانا مشہود احمد صاحب، جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ برطانیہ نے نمائندہ الفضل انٹرنیشنل کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ برطانیہ کی مجلس مشاورت مورخہ 21و22رمئی 2022ء کو مسجد بیت الفتوح، مورڈن میں منعقد ہوئی۔ مورخہ 21رمئی بروز ہفتہ صبح دس بجے رجسٹریشن کا آغاز ہوا جس کے بعد مجلس شوریٰ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز گیارہ بجے طاہر ہال میں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ برطانیہ کی زیرِ صدارت ہوا۔مکرم معاذ احمد صاحب نے سورۃ اٰل عمران کی آیات 160 و 161 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ مکرم Kemo Kasama صاحب نے پیش کیا۔ دعا کے بعد مکرم امیر صاحب نے نمائندگان شوریٰ سے خطاب کیا۔

بعد ازاں خاکسار نے چند اعلانات کرنے کے بعد امسال مجلس شوریٰ میں نہ شامل کی جانے والی تجاویز اور ان کی وجوہات کے متعلق رپورٹ پیش کی۔جس کے بعد سیکرٹریان تبلیغ، تربیت، امور خارجہ اور مال نے گذشتہ سال کی مجلس شوریٰ کی تجاویز اور ان پر عملدرآمد سے متعلق اپنی اپنی رپورٹس پیش کیں۔

بعدازاں امسال کی مجلس شوریٰ میں پیش ہونے والی تجاویز پر غور وفکر کے لیے شعبہ امورِ عامہ، شعبہ تربیت اور شعبہ مال کے تحت سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔شعبہ امورِعامہ کے تحت قائم ہونے والی سب کمیٹی کے صدر مکرم سید مظفر احمد صاحب مقرر ہوئے جبکہ مکرم شیخ طارق صاحب (سیکرٹری امور عامہ یوکے) اس کمیٹی کے سیکرٹری تھے۔شعبہ تربیت کے تحت تشکیل پانے والی سب کمیٹی کے صدر مکرم ڈاکٹر زاہد خان صاحب مقرر ہوئے جبکہ مکرم نثار آرچرڈ صاحب (سیکرٹری تربیت یوکے) نے بطور سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔اور شعبہ مال کے تحت قائم کی جانے والی سب کمیٹی کے صدر مکرم ظہیر احمد خان صاحب تھے جبکہ مکرم سلطان لون صاحب (سیکرٹری مال یوکے) اس کمیٹی کے سیکرٹری تھے۔ اس اجلاس کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جو مکرم امیر صاحب نے کروائی۔

بعدازاں وقفہ برائے نمازِ ظہر وعصر اور طعام ہوا جس کے بعد مجلس عاملہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا انتخاب ہوا جس کی صدارت مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کی۔انتخاب کا آغاز اجتماعی دعا کے ساتھ ہوا جو امام صاحب نے کروائی۔انتخاب کا کُل دورانیہ تقریباً چار گھنٹے تھا۔ووٹوں کو گننے کے لیے ایک counting software تیار کیا گیا تھا۔جامعہ احمدیہ یوکے کے طلباء جو ووٹ گننے کے لیے مقرر تھے ان کو ایک ایک ٹیبلٹ دی گئی تھی جن کی مدد سے ووٹوں کی گنتی کی گئی۔اس سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی معاونت بھی حاصل رہی۔

انتخاب کے بعد ممبرانِ شوریٰ کے اعزاز میں عشائیہ پیش کیا گیا جس میں ممبرانِ شوریٰ کے علاوہ دیگر معزز مہمانانِ کرام کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ بعد عشائیہ نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں اور سب کمیٹیوں نے مقررہ مقامات پر اپنے اپنے اجلاسات کا آغاز کر دیا جو رات گئے تک جاری رہے۔

مورخہ 22 رمئی کو مجلس شوریٰ کی کارروائی کا آغاز ساڑھے گیارہ بجے مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ مکرم طاہر احمد خالد صاحب نے سورۃ النساء کی آیات 59و60 کی تلاوت کی اور ان کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں تینوں سب کمیٹیز نے اپنی اپنی رپورٹس پیش کیں۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے تقریر کی اور دعا کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا جس کے بعد نمائندگان شوریٰ کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں اور مجلس شوریٰ کا اختتامی اجلاس منعقد ہوا جس کی تفصیل اوپر آ چکی ہے۔

مجلس شوریٰ کی سو سالہ تاریخ کے متعلق امسال شوریٰ پر ایک نمائش بھی لگائی تھی جو مکرم ارشد احمدی صاحب (سیکرٹری اشاعت یوکے) کی زیر نگرانی مکرم راحیل احمد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم ولید احمد صاحب نے تیار کی تھی۔ اسی طرح اس سلسلہ میں ایک ویڈیو بھی تیار کی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ برطانیہ 2022ء میں 525 نمائندگان نے شامل ہونے کی توفیق پائی۔

ادارہ الفضل انٹرنیشنل امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مجلسِ شوریٰ کے باقاعدہ قیام پر سو سال مکمل ہونے پر عاجزانہ مبارکباد پیش کرتا ہے نیز دعا گو ہے کہ خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ یہ ادارہ ترقی کرتا چلا جائے اور اسلام احمدیت کے حقیقی غلبہ اور ممبرانِ جماعت احمدیہ کی تربیت و ترقی میں خلیفۂ وقت کے دستِ راست کے طور پر اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق پاتا چلا جائے۔ آمین

احمدی کا باپ کبھی نہیں مرتا

مرزا ندیم احمد

مورخہ 25 دسمبر 2011 کو خاکسار صبح دس بجے Gatwick ایرپورٹ پر اپنے ابا جان کو surprise دینے کے لئے پاکستان روانہ ہورہا تھا۔میرے ابا جان (مرزا نصیر احمد ایڈووکیٹ) دمہ کے مریض تھے اور 27 مئی 2010 کو جب دارالذکر پر دہشت گرد حملہ ہوا تو والد صاحب وہاں موجود تھے اور اس حملہ میں بموں اور گولیوں کے بارود کی وجہ سے ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تھی۔

پچھلے ایک دو سال سے ڈاکٹرز بھی ان کی صحت کے حوالے سے کافی مایوس تھے اس لئے خاکسار نے ارادہ کیا کہ اِس دفعہ ابا جان کے پاس ایک دو ماہ رہ کر ان کی خدمت کروں گا۔ ایرپورٹ پر میں کافی خوش تھا کہ میں کل صبح کی چائے ابا جان کے ساتھ ہی پیوں گا۔

تقریبا 10 بج کر 30 منٹ پر میری بات پاکستان میں موجود میرے بھتیجے سے ہوئی تو اس نے بتایا ابا جان ہسپتال میں داخل ہیں۔خاکسار کافی پریشان ہوا، ایک دن پہلے ابا جان سے میری بات ہوئی تھی اور وہ ٹھیک تھے۔بہرحال جب میری اپنے بھائی سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا بس دعا کرو! ابا جان کی صحت کی حالت کافی تشویش ناک ہے۔خاکسار boarding کی لائین میں تھا کہ بھائی کا فون آ گیا ابا جان اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں۔اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون۔

خاکسار کے لئے یہ خبر اتنی تکلیف دہ تھی کہ اس کا بیان ممکن نہیں۔ میں ابا جان کو سرپرائز دینے جا رہا تھا لیکن ابا جان مجھے surprise دے گئے۔جب میں جہاز میں بیٹھا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ابا جان سے دوستی اور محبت والے لمحات یاد آنے شروع ہوگئے۔سوچوں کا دھارا کسی اور طرف چل نکلا اور میرے دل میں خیال آیا کہ اب خوشی اور غمی میں کس سے مشورہ لوں گا؟ کس کو اپنے کامیابیوں اور چھوٹے بڑے مسائل کے وقت دعا کے لئے کہوں گا؟ ایک طرف ایسے سوالات جنم لے رہے تھے تو دوسری طرف ابا جان ی محبت بھری یادیں ذہن ے پردے پر نمودار ہو کر اس نعمت سے محرومی کے احساس کو مزید المناک بنا رہی تھیں۔

ایکدم خاکسار کی توجہ اللہ تعالیٰ نے ان خیالات سے موڑ دی اور میرے ذہن میں ڈالا گیا کہ یہ درست ہے کہ میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں لیکن خوشی غمی کی خبروں اور مشوروں نیز دعاوں کے لئے خلیفہ وقت کی ذات موجود ہے اور خلافت نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔یہ خیال کسی نعمت سے کم نہ تھا۔یہ میرے رستے زخموں پر مرہم بن کر نازل ہوا دل کے جذبات سکون پا گئے اور ایسے لگا جیسے سسکتے بچے کو ماں کی گود مل گئی ہو۔یہ سوچتے ہی میرے آنسو بھی رک گئے اور بے ساختہ میری زبان پر یہ جملہ آیا : احمدی کا باپ کبھی نہیں مرتا بلکہ وہ خلیفہ وقت کی صورت میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

خلافت اللہ تعالیٰ کا خاص تحفہ ہوتا ہے اور خلیفہ وقت ایک روحانی باپ کی طرح ہوتا ہے۔خاکسار کے خلیفہ وقت کی ساتھ محبت اور شفقت اور دعاؤں کی قبولیت کے کئی واقعات ہیں ان میں سے چند کا ذکر خیر کرتا ہوں۔

میرے ابا جان ہمیشہ جلسہ سالانہ کے لئے آتے ایک سال ان کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور حضور سے ملاقات کے دوران ابا جان نے اپنی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضور نے دعا کے ساتھ رخصت کیا۔اسی شام PS Office سے بشیر صاحب کا فون آیا کہ حضور نے آپ کے والد صاحب کے لئے دو ہومیو

پیتھک ادویات تجویز کی ہیں یہ آپ ہومیوپیتھی کی ڈسپنسری سے لے لیں۔ایک روحانی باپ ہی ایسی فکر کرسکتا ہے۔ یہ خلیفہ وقت کی ہم ناچیزوں کے ساتھ محبت ہے کہ آپ نے یاد رکھا اور یہی نہیں بلکہ پھر جلسہ کے دنوں میں مجھ سے ابا جان کی طبیعت کے بارے میں دریافت فرمایا۔

MTA کے تحت ایک انٹرویو ابا جان اور شیخ مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ سے پاکستان میں احمدیوں کے 1974 اور 1984 کے اور موجودہ حالات کے بارے میں ریکارڈ کیا گیا۔ اس کے ایک دو دن بعد ابا جان کی ملاقات تھی۔حضور نے فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کا انٹرویو نشر ہونے سے پہلے بڑے غور سے سنا کہ کہیں آپ لوگ واپس پاکستان جا کر مشکلات میں نہ آجائیں۔ ذرا غور کریں کہ وہ امور جن کا ہمیں بھی خیال نہیں رہتا ان کے بارے میں بھی خلیفہ وقت ایک باپ کی طرح سوچتا ہے۔

2006 میں میں ذاتی پریشانی کی وجہ سے حضور انور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا، دعا کی درخواست کی، حضور نے بڑے غور سے سنا اور میری کیفیت دیکھتے ہوئے مجھے حوصلہ اور تسلی دی۔اس کے ایک دو روز بعد خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا خاکسار فوٹو گرافی کی ڈیوٹی کر رہا تھا۔حضور کھیلوں کے مقابلہ میں تشریف لائے تو میں تھوڑی دیر کے لئے کسی کام سے جو مجھے یاد نہیں غائب ہوا تو حضور نے مرزا فخر احمد صدر خدام الاحمدیہ سے پوچھا ندیم کدھر گیا۔۔۔

مجھ سے حقیر خادم کی حیثیت ہی کیا ہے لیکن خلیفہ وقت کا وجود عظیم وجود ہے وہ مجھ جیسوں کا بھی اس قدر خیال کہ خود دریافت فرمایا کہ وہ نظر نہیں آرہا۔

میرے بڑے بھائی مرزا نسیم احمد 27 مئی کے واقعہ میں دارالزکر میں شدید زخمی ہوئے تھے اور ہسپتال میں تھے۔دوسرے دن کسی نے اطلاع دی کی دہشت گرد ہسپتال پہنچ گیا جس کی وجہ سے بھائی اور احمدی مریض کافی پریشان تھے۔ بھائی نے فون پر مجھے حضور سے دعا کی درخواست کے لئے کہا۔خاکسار بھی کافی پریشان ہوا مسجد فضل پہنچ گیا تا کہ PS office جا کر دعا کے لئے لکھوں اور اگلے دو چار دنوں میں ملاقات کا موقع مل جائے تو دعاؤں کے لئے خود بھی درخواست کردوں تا کہ تسلی ہو جائے۔لیکن خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضور عصر کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے اور مجھے دیکھتے ہی فرمایا کیوں یہاں پریشان کھڑے ہو۔ میں نے ساری بات بتائی تو حضور نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے کہیں کہ وہ گھبرائیں نہیں انشاءاللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔

اسی طرح میرے بہنوئی اور کزن مرزا ناصر احمد آف راولپنڈی کو cancer کی تکلیف ہوگئی۔ایک جماعتی پروگرام کے اختتام پر خاکسار نے حضور سے دعا کی درخواست کی اور عرض کیا کہ بہنوئی کو کچھ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ وہ فوراً آپریشن کروالیں اور کچھ کہتے ہیں کہ ابھی نہ کروائیں۔حضور نے کچھ سوچنے اور میرے حساب سے دعا کے بعد گاڑی میں بیٹھتے ہوئے فرمایا کہ آپریشن کروالیں۔الحمدللہ آپریشن کامیاب رہا اور بھائی پچھلے 15 سال سے صحت مند ہیں۔

جب 2005 میں حضور کینیڈا تشریف لے گئے تو وہاں میرے کزن کی بہن نے حضور سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے اپنے بھائی کا نام مرزا ناصر احمد بتایا تو حضور نے فوراً فرمایا ہاں ندیم نے بتایا تھا، حالانکہ میری کزن نے میرا تو کوئی حوالہ نہیں دیا تھا اور صرف اپنے بھائی کا نام لیا تو حضور کو یاد تھا۔ایسا کوئی دنیا کا سیاسی ، مذہبی لیڈر تو نہیں کرسکتا۔ یہ ایک ایسے مذہبی لیڈر ہی کر سکتے ہیں جو دن رات مشرق مغرب اور شمال جنوب کے احمدیوں کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

ایک بار خاکسار اپنے چھوٹے بیٹے مرزا لبید احمد کو کسی جماعتی کام سے سکول کی چھٹی کے بعد سیدھا PS office لے گیا اور وہ رو رہا تھا آفس میں بھی رو رہا تھا۔اس وقت وہ شائد پانچ چھ سال کا ہوگا۔اس وقت دن کے 3.40 بجے ہوئے تھے۔اچانک حضور باہر تشریف لائے اور مجھے فرمایا کیوں اس کو رلا رہے ہو، اس کا ہاتھ پکڑا اور اندر لے گئے ساتھ میں بھی تھا۔حضور نے اس کو پیار کیا اور چاکلیٹ دی اور وہ مسکراتا ہوا باہر آیا اور اس بہانے میری بھی ملاقات حضور سے ہوگئی۔

میرے ذاتی تجربے اور حضور کی شفقت بھرے واقعات کبھی موقع ملا تو تحدیث نعمت لکھوں گا۔لیکن مختصراً یہی عرض کرتا ہوں

کہ جلسہ سالانہ کے سٹیج کے ڈیزائن کے سلسلہ میں یا فوٹوگرافی کے حوالے سے حضور بہت شفقت فرماتے ہیں۔ حضور ایک آرٹ ڈائریکٹر کے طور پر مجھے ڈیزائن میں بھی مشورہ دیتے بلکہ کئی دفعہ پورا ڈیزائن ہی بنا دیتے ہیں نیز قرآن پاک اوراحادیث اورحضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ جات کے متعلق بتاتے ہیں یوں میرا ڈیزائن بہت بہتر ہوجاتا۔لیکن حضور اکثر فرماتے تمہاری artistic sense کیا کہتی ہے۔تو اکثر میں کہتا ہوں کہ حضور کے ارشاد پر عمل سے اب بہتر ہوگیا ہے۔اگر میں نے ایک دو بارکچھ جسارت کرکے کچھ کہا بھی توحضور نے فورا فرمایا ایسا کرلو۔

آخر پر یہی کہتا ہوں کہ خلافت ایک ایسا پاک وجود ہے جو ہمارے دکھ سکھ میں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتا ہے اور اپنی دعاؤں سے ہمیں روحانی اوردنیاوی طور پر مضبوط کرتا ہے اورہم میں سے ہر ایک کو ایک خاص محبت سے گلے لگا تا ہے۔ یہی وہ وجود ہے جو پوری جماعت کوایک خاندان کے طور پر اکٹھا رکھتا ہے۔خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسا خلیفہ عطا فرمایا ہے جو محبت بھری دعاؤں کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔اس کا محبت بھرا سلوک دلوں کو اسیر کرلیتا ہے۔خلفائے احمدیت کی محبت وشفقت اوردعاؤں کے فیض کا سلسلہ اتنا وسیع اور اتنا دلگداز ہے کہ بیان کا یارانہیں۔اس موضوع ے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

تمہارے لئے ایک شخص تمہارادرد رکھنے والا،تمہاری محبت رکھنے والا،تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا،تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا،تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔(انوارالعلوم جلد2 ص158)

سائے میں تیرے دھوپ نہائے بصد نیاز
اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

بیویوں کے حقوق ادا نہ کرنا ظلم اورزیادتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''بعض ایسی فطرت کے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ بیویوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے ان پر ظلم اورزیادتی کررہے ہوتے ہیں،گھر کے خرچ میں باوجود کشائش ہونے کے تنگی دے رہے ہوتے ہیں، بیویوں کے حق مہر ادا نہیں کر رہے ہوتے، حالانکہ نکاح کے وقت بڑے فخر سے کھڑے ہوکر سب کے سامنے یہ اعلان کررہے ہوتے ہیں کہ ہاں ہمیں اس حق مہر پر نکاح بالکل منظور ہے۔ اب پتہ نہیں ایسے لوگ دنیا دکھاوے کی خاطر حق مہر منظور کرتے ہیں کہ یا دل میں یہ نیت پہلے ہی ہوتی ہے کہ جو بھی حق مہر رکھوایا جارہا ہے لکھوا لو کونسا دینا ہے، تو ایسے لوگوں کو یہ حدیث سامنے رکھنی چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس نیت سے حق مہر رکھواتے ہیں ایسے لوگ زانی ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے اگر ایک فیصد سے کم بھی ہم میں سے ایسے لوگ ہوں، ہزار میں سے بھی ایک ہوں تو تب بھی ہمیں فکر کرنی چاہئے ، کیونکہ پرانے احمدیوں کی تربیت کے معیار اعلیٰ ہوں گے تو نئے آنے والوں کی تربیت بھی صحیح طرح ہو سکے گی۔ اس لئے بہت گہرائی میں جا کر ان باتوں کو خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔''

(خطبہ جمعہ 27 فروری 2004
الفضل ربوہ 11 مئی 2004 ص2)

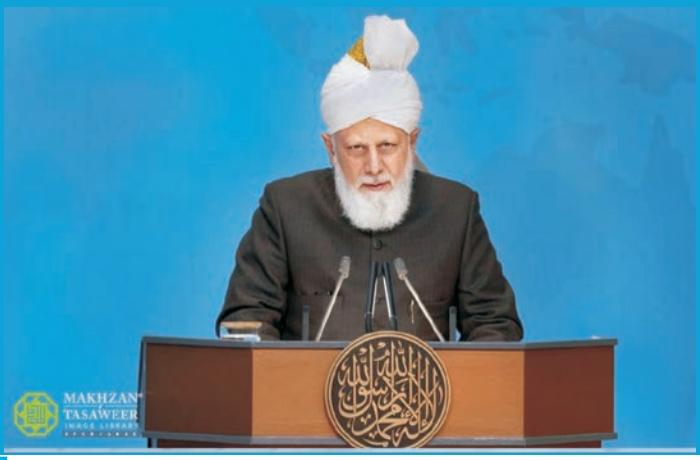

جماعت احمدیہ کے سربراہ کا عالمی جنگ کی ہولناکیوں سے خبردار رہنے اور احمدی مسلمانوں کو انسانیت کی خدمت کے لئے تیار رہنے کی ہدایت

’’(جنگ کا) گہرا اور بدصورت سایہ دنیا پر منڈلا رہا ہے اور اگر، نعوذ باللہ، موجودہ صورتحال مزید خراب ہوتی ہے تو ہم اس کے بداثرات کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔‘‘

’’انسانیت کو دنیا کی ہر سطح پر تعمیر نو کے لئے بہت بڑے چیلنج کا سامنا کرنا پڑے گا اور بطور احمدی مسلمان یہ ہمارا فرض ہوگا کہ ہم اس کوشش میں سب سے آگے ہوں۔‘‘

’’ہمیں مستقبل کے لئے تیار رہنا چاہئے یہ ہوسکتا ہے ہم زیادہ دیر تک مغربی دنیا کی سیکیورٹی اور امن پر انحصار نہ کرسکیں۔‘‘

’’یہ بطور احمدی مسلمان کے ہمارا فرض ہوگا کہ ہم انسانیت کے کھرچے ہوئے زخموں پر مرہم لگائیں۔‘‘

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس سربراہ جماعت احمدیہ مسلمہ نے مورخہ ۵ مارچ ۲۰۲۲ کو انٹرنیشنل احمدیہ ایسوسی ایشن آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز کے سالانہ سیمپوزیم سے خطاب کیا۔

یہ سیمپوزیم مسرور ہال اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوا۔

اس خطاب میں حضور انور نے IAAAE کے طویل المیعاد مقاصد پر انتہائی دور اندیشی سے روشنی ڈالی اور اس کے ممبران کو اپنا دائرہ کار وسیع کرنے کے بارہ میں رہنمائی فرمائی۔ حضور انور نے اس خطرہ کا بھی ذکر کیا کہ تباہ کن اور کمزور کردینے والی عالمی جنگ کسی بھی وقت چھڑ سکتی ہے نیز فرمایا کہ جنگ کے بعد ہونے والے تباہ کن اثرات سے نمٹنے کے لئے IAAAE اور جماعت احمدیہ مسلمہ کو معاشرہ کی تعمیر نو کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے۔

اپنے خطاب کے آغاز میں حضور انور نے IAAAE کے قیام کے بارہ میں روشنی ڈالی کہ کس طرح انہوں نے شروع میں اپنے چھوٹے چھوٹے کام سرانجام دئے جیسا کہ ٹارچ کی تقسیم اور روشنی کا انتظام نیز جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں معاونت۔ اب ان کا کام بہت پھیل چکا ہے اور یہ تنظیم پسماندہ علاقوں میں ضروریات زندگی کی فراہمی کی کوششوں میں اضافہ کر رہی ہے۔ حضور انور نے IAAAE کے متعدد اقدامات کی تعریف کی جن میں طویل المیعاد منصوبے شامل ہیں جیسا کہ افریقہ کے دور دراز علاقوں میں ضروری اشیاء کی فراہمی مثلاً بجلی، پانی اور بنیادی ضروریات کی دستیابی کے لئے ماڈل گاؤں کی تعمیر ہے۔

حضور انور نے IAAAE کے مواصلاتی انفراسٹرکچر نصب کرنے کا بھی ذکر کیا جس کے بعد مقامی افراد ایم ٹی اے انٹرنیشنل دیکھنے کے قابل ہوسکے۔

’’ٹی وی اور مواصلاتی انفراسٹرکچر کی تنصیب کے ذریعے مقامی افراد

کو اک وسیع دنیا سے روشناس کروایا جا رہا ہے نیز ایسے افراد جدید ترین ٹیکنالوجی اور ترقیات کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ پس IAAAE کی کوششیں نہ صرف مشکلات اور محرومیاں دور کر رہی ہیں بلکہ تعلیم اور معلومات مہیا کرنے کا بھی ذریعہ ثابت ہو رہی ہیں۔ایسی تصاویر اور خبریں دیکھ کر امید کی جاسکتی ہے کہ مقامی نوجوان اور بچے ان سے متاثر ہو کر ممکن حد تک علم حاصل کرتے رہیں گے اور نئی ٹیکنالوجیز سیکھ سکیں گے تا کہ وہ اپنی حالتوں کو بہتر کر سکیں اور مستقبل میں اپنی قوموں کی ترقی میں مثبت کردار ادا کر سکیں۔''

یوکرین میں بڑھتے ہوئے تنازعہ کے حوالے سے حضور انور نے فرمایا کہ پوری دنیا کے لئے یہ خطرہ ''انتہائی غیر یقینی اور خطرناک'' تھا اور IAAAE کی اس کے بعد کی منصوبہ بندی میں اہم کردار رہا۔

حضور انور نے فرمایا:

''(جنگ کا) گہرا اور بدصورت سایہ دنیا پر منڈلا رہا ہے اور اگر،نعوذ باللہ،موجودہ صورتحال مزید خراب ہوتی ہے تو ہم اس کے بد اثرات کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔اس لئے اب وقت آ گیا ہے کہ انسانیت کی خدمت کے لئے IAAAE اپنی کوششیں تیز کر دے اور ممکنہ حالات کے لئے تیار رہے۔''

حضور نے فرمایا کہ یہ قیاس آرائیاں ہیں کہ بعض دولت مند لوگوں نے عالمی جنگ کے اثرات سے بچنے کے لئے زیر زمین جدید ترین سہولیات کے ساتھ بنکر بنا لئے ہیں۔

اس غلط فہمی، کہ ایسی سہولتیں امیروں کو جنگ کے تباہ کن نتائج سے بچا سکیں گی، پر حضور انور نے فرمایا:

''وہ لوگ جو اس وہم میں ہیں کہ زیر زمین حفاظت سے رہیں گے اور ایک مضبوط بنکر انہیں جنگ کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا۔ایک تو یہ کہ زیر مین الگ تھلک زندگی گذارنا دماغی صحت کے لئے بہت سے مسائل، پریشانیوں اور مایوسیوں کا باعث بنے گا نیز جب وہ امیر لوگ اپنے بنکرز سے باہر نکل کر یہ دیکھیں گے کہ زندگی کس قدر تبدیل ہو کر ان کی پہچان سے بھی دور ہو گئی ہے اور وہ غریب لوگ جن پر وہ شب و روز بھروسہ کرتے تھے وہ یا تو مر چکے ہیں یا معذور ہیں نیز دنیا پر اندھیرے کا بادل چھایا ہوا ہے۔''

جنگ کے بعد ایک احمدی مسلمان کا کردار خاص طور پر IAAAE کی انسانیت سے ہمدردی اور دنیا کی تعمیر نو کے کردار پر حضور انور نے فرمایا:

''جہاں ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ بین الاقوامی رہنما احساس کریں اور گنجائش پیدا کریں وہاں ہمیں معاشرے کی تعمیر نو میں قائدانہ کردار ادا کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ اللہ نہ کرے ایسے کبھی خوفناک حالات پیش آئیں۔یقیناً ایسی جنگ کے نتیجے میں انسانیت اور دنیا کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے بعد اس کی تعمیر نو ایک بہت بڑا چیلنج ہوگا اور بحیثیت احمدی مسلمان اس کوشش میں سب'' سے آگے ہونا ہمارا فرض ہے۔

حضور انور نے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا کہ جنگ کے بعد دنیا کی طاقتور اقوام بھی یکسر تبدیل ہو سکتی ہیں۔یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا کے کچھ حصے اس کے نتیجے میں ہونے والی تباہی سے بچ سکیں۔آپ نے فرمایا:

''ایسا ہو سکتا ہے کہ افریقی ممالک اور بعض دور دراز کے جزائر جنگ سے براہ راست متاثر نہ ہوں۔ اس لئے ہمیں ایسے مستقبل کے لئے تیار رہنا چاہئے جہاں مغربی دنیا کے امن و سلامتی پر انحصار کرنا ممکن نہ رہے۔اس لئے ہمیں اندازہ لگانا چاہئے کہ انسانیت کی ضروریات پورا کرنے کے لئے ہم دنیا کے دوسرے حصوں میں کیسے ترقی کر سکتے ہیں۔ہمیں یہ غور کرنا چاہئے کہ ہم کس طرح کم ترقی یافتہ قوموں اور علاقوں کو مضبوط کر سکیں تا کہ وہ قرضوں

کے بوجھ سے آزاد ہوکر عزت و وقار کے ساتھ کھڑے ہوسکیں۔‘‘

حضورانور نے دوبارہ IAAAE کا بنیادی کردار ادا کرنے کے حوالہ سے فرمایا:

’’نتیجہ کے طور پر IAAAE کو ایک طویل المدتی وژن کو ذہن میں رکھ کر کام کرنا چاہیئے۔ہمیں اس بات کا پتہ کرنا چاہیئے اور تجزیہ کرنا چاہیئے کہ ترقی پذیر ممالک کس طرح اپنے محدود وسائل سے ممکنہ انفراسٹرکچر، ٹیکنالوجی اور خدمت کا حصول کر سکتے ہیں۔ آپ کو اپنا طویل المیعاد مقصد سمجھنا چاہیئے کہ کس طرح قرضوں ،غربت اور بدحالی میں ڈوبی قومیں ترقی یافتہ اور صنعتی قوموں کے ساتھ برابری کا مقام حاصل کریں۔انشاءاللہ‘‘

حضورانور نے افریقی قوموں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کبھی ان کی حالت بہتر ہوئی وہ خودغرضی اور لالچ کے طریقوں کو فروغ نہ دیں جو بڑی طاقتوں کی پہچان رہے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’افسوس کی بات یہ ہے کہ طاقت اور دولت کی ہوس ختم نہیں ہورہی چاہے وہ روس کا علاقہ ہو ، مغربی دنیا یا دوسری بڑی طاقتیں جو انسانیت کو خطرناک صورتحال تک لے گئیں کہ دنیا کا امن تباہ اور خطرے میں پڑ گیا۔اس لئے اس تنازعہ کے پرامن حل کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بڑی دلسوزی دعا کریں۔‘‘

فرمایا:

’’میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ نہ کرے دنیا کی طاقتیں جنگ کی دہکتی ہوئی آگ اور تباہی کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوجائیں تو بطور احمدی مسلمان کے یہ ہمارا کام ہوگا کہ ہم اس معاشرہ اور انسانیت کے کھرچے ہوئے زخموں پر مرہم لگائیں۔ یہ ہمارا فرض ہوگا کہ معاشرہ کی تعمیر نو کریں اور انسانیت کو مزید دکھ اور تکلیف سے بچائیں۔‘‘

حضورانور نے اپنے خطاب کے اختتام پر فرمایا کہ یہ کام IAAAE کے لئے مشکل ہوسکتا ہے تاہم یہ قابل عمل ہے۔

حضور نے فرمایا:

’’شاید آپ میں سے کچھ لوگ سوچیں کہ یہ کام ان کے دائرہ کار سے باہر ہے۔پھر بھی اگر ہم مخلص اور پوری طرح پرعزم ہیں تو مجھے پورا یقین ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ہنرمند منصوبے بڑے پیمانے پر تیار کر سکتے ہیں کہ حکومتیں اور دنیا کے رہنما ہم سے مدد اور مہارت حاصل کریں۔انشاءاللہ‘‘

قبل ازیں IAAAE کے چیئرمین مکرم محمد اکرم احمدی صاحب نے ایک رپورٹ پیش کی جس میں انہوں نے گزشتہ دو سالوں کے دوران ایسوسی ایشن کی اہم سرگرمیوں اور منصوبوں کا خاکہ پیش کیا اور یہ بھی بتایا کہ نائیجیریا میں ایک جدید ترین ’’مسرور انٹرنیشنل ٹیکنیکل کالج‘‘ قائم کیا جارہا ہے تاکہ مقامی افراد کو تکنیکی تربیت اور مہارت فراہم کی جاسکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے بعد اس پروگرام کا اختتام کیا۔

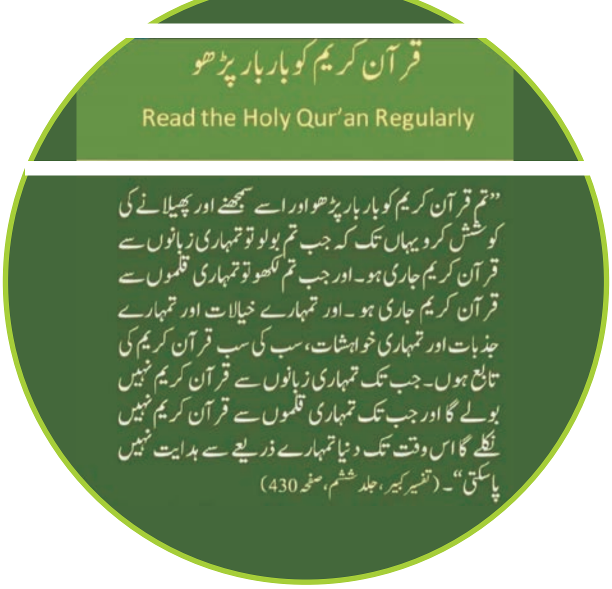

لجنہ اماء اللہ کی احمدیہ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نے خواتین کا عالمی دن منایا

مورخہ ۸ مارچ کو لجنہ اماء اللہ کی احمدیہ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن (بریڈ فرڈ،لیڈز،ہڈز فیلڈاور شیفیلیڈ) نے بریڈ فرڈ یونیورسٹی میں خواتین کا عالمی دن منایا۔جس میں ستاون شرکاء اور پانچ مہمان مقررین نے شرکت کی جن میں:

پروفیسر یوڈی۔۔۔فیلوآف رائل کالج آف نرسنگ

جولیٹ اٹکینسن۔۔۔ڈائریکٹر آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ بریڈ فرڈ یونیورسٹی

لائلہ طالب۔۔۔پارک اسکوائر بیرسٹرز میں بیرسٹر

اوشاپارمر۔۔۔چیف ایگزیکٹوسن رائز ریڈیو

مفلحہ سلیم احمد۔۔۔ڈاکٹورل اسٹوڈنٹ اوراکیڈمی ٹیچر

اس پروگرام کا مقصد دقیانوسیت اور تعصب کے خاتمہ کی کوشش کرنا تھا۔ایسا صرف ممکن ہوسکتا ہے کہ خواتین کو زندگی کے مختلف شعبوں مثلاً سائنس،ٹیکنالوجی،انجینئرنگ اور میتھس میں انتظامی کردار میں مضبوط کیا جائے نیز جنس،برٹش ایشین اور مسلم خواتین کی بنیاد پر تعصب کا خاتمہ کیا جائے۔

تمام مہمان مقررین نے اپنے ذاتی تجربات پیش کئے کہ کس طرح خواتین معاشرے میں اپنا بھرپور حصہ ڈال سکتی ہیں۔

مکرمہ مفلحہ سلیم احمد صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام،حضرت خلیفة المسیح الخامس اور جماعت کا تعارف پیش کیا۔انہوں نے مسجد بیت الفضل لندن کی تصاویر بھی پیش کیں نیز بتلایا کہ لندن کی یہ پہلی مسجد ۱۹۲۶ میں انڈیا کی خواتین کے چندہ سے تعمیر ہوئی۔مزید انہوں نے افریقہ کے سکولوں اور شام میں پناہ گزین کیمپ میں اپنی خدمات کا تذکرہ کیا۔

یہ پروگرام لجنہ اماء اللہ کی احمدیہ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی نمائندہ زوبیہ احمد نے ترتیب دیا جس کی معاونت عائشہ طاہر، نعمانہ بشارت اور ریحانہ بشارت نے کی۔

رمضان میں بڑاافطار

رمضان المبارک میں ملک بھر سے غیر احمدی عوامی نمائندگان کو اسلام کا تعارف اور آگاہی پہنچانے کے لئے افطار کی دعوت دی گئی۔موجودہ حالات میں ایسا کرنا مشکل تھا لیکن ملک بھر میں شعبہ تبلیغ کی بھرپور کوششوں سے نصف رمضان کے بعد ایسے بہت سے پروگرام ترتیب دیئے گئے۔

ان میں سے دو پروگرام مورخہ ۳۰ اپریل کو بیت الفتوح اور دارالامان مانچسٹر میں منعقد ہوئے۔ان پروگراموں میں کورونا کی پابندیوں کی وجہ سے ۱۷۵ مہمانان گرامی کی محدود تعداد نے شرکت کی۔ان پروگراموں کی تشہیر کے لئے ریجنل امراء،ریجنل مبلغین اور سیکرٹریان تبلیغ نے اہم کردار ادا کیا۔لجنہ اماء اللہ کی شمولیت کے لئے بھی خصوصی انتظامات کئے گئے۔مذکورہ دونوں پروگراموں کا موضوع "Finding God - Finding Peace" تھا۔ان میں حضور انور کی اس پیغام کی بازگشت سنائی دیتی رہی کہ موجودہ دور میں امن قائم رکھنے کے لئے دنیا کو اپنے خالق حقیقی کی طرف رجوع کرنا

چاہیے۔

مہمانان گرامی نے قرآن کریم کے تراجم کی نمائش و دیگر میں گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور لٹریچر کے تقریباً ۱۵۰ نمونے حاصل کئے۔ دن کے آغاز پر مہمانوں کو مسجد بیت الفتوح کا دورہ کروایا گیا اور سوال و جواب کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔

مکرم مولانا نسیم باجوہ صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مکرم عثمان احمد صاحب نے اپنے خطاب میں مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ بعدازاں جماعت کے بارہ میں ایک تعارفی وڈیو چلائی گئی۔ مکرم منصور کلارک صاحب مربی سلسلہ نے رمضان کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مرٹن کے میئر مکرم مائیک برنٹ صاحب نے اپنے خطاب میں دنیا میں روز بروز بڑھتی ہوئی غربت کا ذکر کیا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف خطابات و خطبات کے حصوں پر مشتمل اک وڈیو چلائی گئی جس میں دنیا کو مستقبل میں ہونے والی عالمی جنگ کے مہلک اثرات کے بارے میں متنبہ کیا گیا۔ بعد ازاں مکرم مولانا عبدالغنی جہانگیر صاحب نے امن کا راستہ کے موضوع پر خطاب کیا۔

مکرم اکرم احمدی صاحب نائب امیر نے افریقہ کے غربت زدہ علاقوں میں IAAAE کی خدمات کا ذکر کیا۔ بعدازاں مکرم نسیم باجوہ صاحب نے افطار دعا کروائی۔ نماز کے بعد مہمانوں کی خدمت میں ڈنر پیش کیا گیا۔ ۱۰۰ سے زائد مہمانوں نے اس پروگرام میں حصہ لیا۔

مہمانوں نے اپنے تاثرات میں اس پروگرام کو بہترین قرار دیا۔

تفصیلی تاثرات و رپورٹ انگریزی حصہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

جلنگھم تبلیغ

جلنگھم جماعت اسلام کا پیغام پھیلانے کے لئے کینٹ بھر میں باقاعدگی سے اسٹالز لگانے کا کام جاری رکھتی ہے۔ یہ اسٹالز راہگیروں کی توجہ کا باعث بنتے ہیں اور 33 ریہ راہگیر رک کر اسلام کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں اور معلومات میں اضافہ کے لئے لیف لیٹس حاصل کرتے ہیں۔

قارئین کے افادہ کے لئے چند ایک تبادلہء خیال پیش ہیں:

Royal Tunbridge wells

آئرش خاتون: میں نے محبت سب کے لئے اور اسلام کا مطلب امن پر مبنی آپ کا اسٹال دیکھا۔ آج کے دن اسٹال لگانے پر آپ کو میں مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ میں کیتھولک ہوں۔ میرے بہت سے دوست کہتے ہیں کہ مذہب کی ضرورت نہیں، ہم اچھا کام کر سکتے ہیں۔ میں انہیں کہتی ہوں کہ ہاں ٹھیک ہے، لیکن پھر بھی بہت زیادہ مادہ پرستی اور خودغرضی موجود ہے۔ اگر وہ اپنی زندگیوں میں مذہب نہیں چاہتے تو پھر وہ کیوں خودمرکزیت پر مبنی اپنی زندگیاں گذار رہے ہیں اور بہت زیادہ خیرات نہیں کر رہے ہیں۔ اپنی کاروں، گھروں اور چھٹیوں پر رہتے ہوئے وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں۔

احمدی مسلمان: ہم مسیحیوں کی اقدار اور خاندانی اقدار کو سپورٹ کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم ایمان رکھتے ہیں اور سچا گردانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نیک نبی تھے۔

At Chatham

تیونسی خاتون: میں آپ کے اسٹال اور پیغام سے بہت خوش ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے بچوں کے ساتھ فرانس سے ہجرت کر کی آئی ہوں کیونکہ وہاں پر بہت زیادہ اسلاموفوبیا

ہے۔میری ٹین ایج بیٹیوں کو سکول میں حجاب پہننے کی اجازت نہ دی جاتی لیکن یہاں انگلینڈ میں ویسا اسلاموفوبیا نہیں ہے۔میرے شوہر ابھی فرانس میں ہی ہیں۔ان کی وہاں اچھی ملازمت ہے لیکن میں اپنی بیٹیوں کی پرورش یہاں کرنا چاہتی ہوں جہاں وہ مسلمانوں کا لباس پہن سکیں۔یہاں میں نے دیکھا ہے کہ پاکسانی کمیونٹی اچھا کام کر رہی ہے،مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ جیسا کہ ڈاکٹرز ہیں۔مجھے نہیں لگتا کہ فرانس میں عرب لوگ اس طرح مربوط ہیں اور اب وہاں پہ اسلاموفوبیا بڑھ رہا ہے۔

At Rochester

احمدی مسلمان: آیئے سب تشریف لائیں۔اپنی ذہن کی خوراک کے لئے،اپنی روح کی خوراک کے لئے

انگلش خاتون: مجھے جلدی کام پر جانا ہے۔لیکن روح کے لئے خوراک؟

احمدی مسلمان: جی! ایک انسان کی روح اچھے کام کرنے سے ،دعا سے، روزہ سے،خیرات سے،غریبوں کی دیکھ بھال سے اور رشتہ داروں کی مہمان نوازی سے پھلتی پھولتی ہے۔

انگلش خاتون: کیا واقعی؟

احمدی مسلمان: جی ! میں نے یہ سب خصوصیات اپنی والدہ سے سیکھیں۔شائستہ لباس بھی۔ہم ۱۹۶۸ میں انگلینڈ پہنچے۔ساٹھ کی دہائی میں جب خواتین کے لباس میں منی اسکرٹس شامل ہو رہے تھے۔میری والدہ اور میری آنٹیوں نے، جو اس وقت تیس سال کے لگ بھگ تھیں، وہی لباس پہنے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی صورت میں ہمیں نمونہ دکھایا۔انہوں نے اسی طرح لباس پہنے جس طرح حضرت مریم نے پہنے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ مسلمان خواتین کس طرح کے لباس پہنتی ہیں۔اللہ تعالیٰ خواتین کے لباس میں شائستگی پسند کرتا ہے۔اور رشتہ دار بھی بہت اہم ہیں۔مہمان نوازی۔اور ان کی معمولی یا بہت سی زیادتیوں کو نظر انداز کرنا بھی۔

انگلش خاتون: کیا آپ نے اپنی والدہ کو جنت میں دیکھا؟

احمدی مسلمان: جی! خواب میں۔آپ جانتی ہیں کہ جب کوئی بوڑھا ہوتا ہے تو وہ اپنی جسمانی خوبصورتی کھو دیتا ہے اور کچھ بیماریوں کا بھی شکار ہو جاتا ہے لیکن اس کے روح کی اندرونی خوبصورتی ہمیشہ چمکتی ہے۔اس لئے میری والدہ بہت شاندار انداز سے مسکرا رہی تھیں اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔نیز ان کے لمبی پاکستانی قمیض سونے کی کشیدہ کاری سے بھری ہوئی تھی، جھومتے ہوئے پھول، اور سونا تو ہر طرف روشنی پھیلائے جا رہا تھا۔وہ ابھی بھی بوڑھی تھیں، میرا خیال ہے، لیکن یہ کوئی مسئلہ نہیں۔صرف سونا، روشنی اور ان کی مسکراہٹ۔میں جانتی ہوں کہ یہ جنت ہی تھی کیونکہ میں خوشی اور مسرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

لیکن یہ میرا ایک ذاتی تجربہ ہے۔آپ اس پر یقین نہیں بھی کر سکتیں۔آپ آزاد ہیں کہ اس کو نظر انداز کر دیں۔

انگلش خاتون: اوہ! مجھے آپ پر یقین ہے!

کنٹربری میں دو خواتین

پہلی خاتون: میں ایک مسیحی ہوں۔

دوسری خاتون: میں نے پچھلے سال اپنا خاوند کھو دیا۔میں ابھی تک اس تکلیف سے نہیں نکلی۔

احمدی مسلمان: اوکے! مجھے قرآن کریم سے کچھ پڑھنے دیں۔ہو سکتا ہے اس میں آپ کے لئے کوئی دلچسپی ہو۔اس طرح قرآن کریم بے عیب ہونے کے تصور کی وضاحت کرتا ہے۔کس طرح حضرت مریم ایک نیک وجود تھیں اور انہوں نے کیسے معجزانہ رنگ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔مجھے انیسویں پارے کی ۱۷ سے ۳۵ آیات پڑھنے دیں۔جس کا نام سورہ مریم ہے۔

پہلی خاتون: میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

بارے میں قرآن کریم سے ایسے خوبصورت الفاظ کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

دوسری خاتون: یہ بہت خوبصورت تھا اور یہ مجھے ایک مسلم اسٹال سے ملا۔ مجھے آپ سے ہاتھ ملانا چاہئے اور آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ میرے اندر یقیناً بہتری آئے گی۔

کنٹربری میں ایک نیک یہودی:

یہودی: میرا خیال ہے آپ مجھ پر لعنت ڈالنا چاہتے ہیں کیونکہ میں ایک یہودی ہوں۔ اس لئے ’محبت سب کے لئے‘ میرے لئے نہیں ہے۔

احمدی مسلمان: اوہ! یہ سب عقیدوں اور سب یہودیوں پر لاگو ہے۔

یہودی: ان خودکش بمباروں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

احمدی مسلمان: یہ چیز مذہب کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں ہے جبکہ زمین پر سیاسی پریشانی کے ساتھ جڑی ہے۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو یہودی توحید پرست ہیں اس لئے وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور اسی طرح یورپ میں یہودیوں سے بھی کئی صدیوں تک غیر منصفانہ سلوک ہوتا رہا۔ اور جب انہیں سپین سے نکالا گیا۔ انہوں نے مراکش، الجزائر، مصر، ترکی اور ایران کے مسلم علاقوں میں پناہ گاہیں تلاش کیں۔

یہودی: ان تمام علاقوں میں ہماری متحرک یہودی برادریاں ہیں۔

بمقام کنٹربری:

کوسوو سے ایک خاتون: میں کوسوو سے مسلمان خاتون ہوں۔ یہ قرآن کریم کا ایک خوبصورت نسخہ ہے۔ میں ۱۷ سال سے یہاں رہ رہی ہوں اور میرے گھر میں قرآن کریم کبھی نہیں رہا۔ مجھے اس رمضان میں آپ سے اسے خریدنا چاہئے۔

احمدی مسلمان: اس کی قیمت ۱۰ پاونڈ ہے لیکن یہ ایک ہی ہے جو اس وقت نمائش کے لئے رکھا ہے جیسا کہ دوسرے لوگ بھی اس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اگر آپ اسے ساڑھے تین بجے تک واپس کردیں تو بعد میں اسے خریدلیں۔

خاتون: ٹھیک ہے۔ میں اسے واپس کردوں گی۔ (جسے بعد میں اس نے دس پاؤنڈ میں خریدلیا)

ورچوئل پیس کانفرنس

ویسٹ مڈلینڈ

مورخہ ۲ اپریل ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ مجلس انصاراللہ ویسٹ مڈلینڈ نے ’تیسری عالمی جنگ کی روک تھام‘ کے موضوع پر ایک ریجنل پیس کانفرنس منعقد کروائی۔ اس سمپوزیم کا آغاز مکرم فرید محمود مبشر صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اس کے بعد مکرم طارق مجید صاحب ناظم اعلیٰ نے اس اجلاس کا مقصد واضح کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں گزشتہ غلطیوں کو نہیں دہرانا چاہئے جو ہمیں پہلی عالمی جنگ اور دوسری عالمی جنگ تک لے گئیں۔ انہوں نے یقینی انصاف پر زور دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے 9 نکات وضاحت سے بیان کئے جن پر عمل کر کے عالمی جنگ کے خطرہ میں کمی لائی جا سکتی ہے۔ انہوں نے برمنگھم میں ہونے والی تیسری عالمی جنگ کی روک تھام کی مہم میں مڈلینڈ جماعت کی شمولیت کا ذکر بھی کیا۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر اظہر صدیق صاحب نے تیسری عالمی جنگ کے بارہ میں حضور انور کی مختلف خطابات کے حوالے پیش کرتے

ہوئے آپ کے نمایاں کردار کو سراہا اور آپ کو امن کا سفیر قرار دیا ۔نیز یوکرین اور روس کے مابین جنگ کے بارہ میں پریس ریلیز کا بھی ذکر کیا۔

آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کی طرف دو وڈیوز بھی چلائی گئیں۔

ان وڈیوز میں امن کے عالمی چیمپئین کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کردار کو تفصیل سے بیان کیا گیا نیز ملک بھر میں جاری تیسری عالمی جنگ کو روکنے کی مہم کا بھی تفصیلی ذکر کیا۔

بعدازاں مکرم سریش راجپورہ صاحب، جو انڈین مذاہب کے ایک نمایاں مقرر ہیں، نے ہندو نظریہ پیش کیا۔ نیز تاریخ میں رقم جنگوں کے حوالے سے حقائق بیان کئے ۔انہوں نے سے سنسکرت سے غیر متشددانہ رویہ پیش کرتے ہوئے عالمی امن کے بارہ میں ہندووانہ نظریہ بیان کیا اور امن کے حصول کے لئے مہاتما گاندھی کی خدمات کو سراہا۔ انہوں نے شانتی یعنی امن کا تصور پیش کیا نیز جانوروں اور ماحول کے لئے بھی امن کی اہمیت پر زور دیا۔

اگلا خطاب مکرم ڈاکٹر پانڈے صاحب نے کیا جو مشہور آئی سرجن اور انسان دوست ہیں۔ انہوں نے سفر کی اہمیت بیان کی تاکہ دنیا کو سمجھا جا سکے اور اس کے نتیجہ میں امن قائم ہو۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں دوسروں کے خیالات و نظریات کو سننا چاہئے اور احترام کرنا چاہئے نیز اخلاقیات کا حوالہ دیتے ہوئے روس یوکرین جنگ کا بھی ذکر کیا۔ آخر پر انہوں نے جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ جماعت نے ایسے فورم مہیا کئے جن میں دوسروں کے نظریات کو بھی سنا جا سکتا ہے۔

مکرم شہزاد احمد صاحب مربی سلسلہ مسجد بیت المقیت والس آل نے آخری خطاب میں امن کے بارہ میں حضور انور کے ارشادات بیان کئے۔ نیز محبت، شفقت اور اپنے خالق کو جاننے کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ذاتی مفادات کو الگ رکھتے ہوئے انصاف کو ہر حال میں قائم رکھنا چاہئے۔ تمام رہنماؤں کو اپنی پالیسیاں ایسی بنانی چاہئیں کہ جس کے نتیجہ میں دنیا کا امن حاصل ہو۔

اجلاس کے اختتام پر مکرم ڈاکٹر اظہر صدیق صاحب اور مکرم طارق مجید صاحب نے مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ اس سمپوزیم کے انعقاد پر مختلف مہمانوں نے جماعت کو مبارکباد پیش کی۔ آخر پر مکرم شہزاد احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔

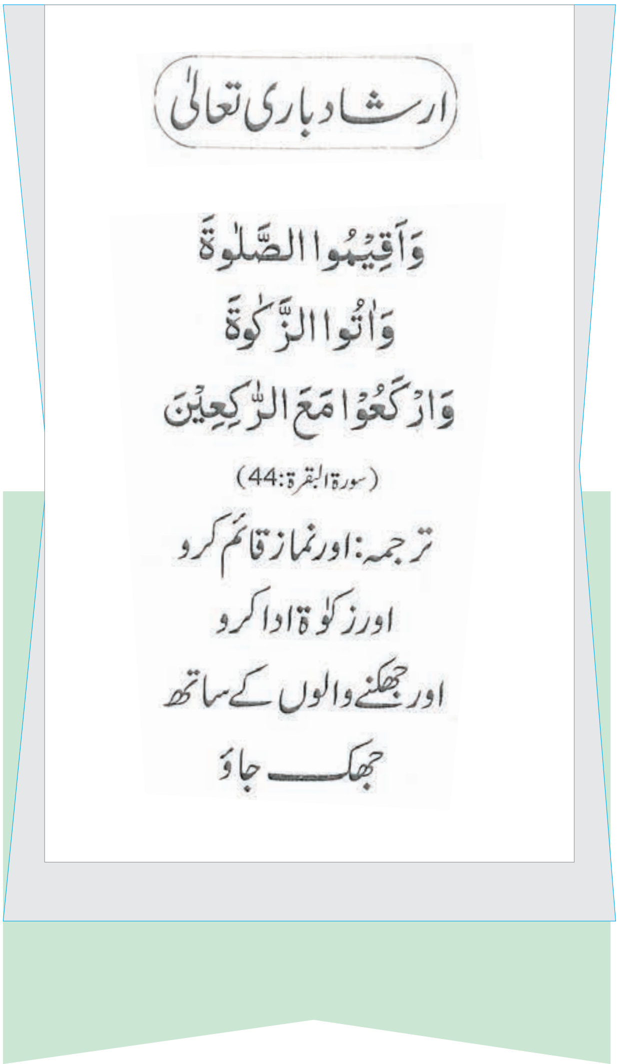
ارشاد باری تعالیٰ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ
(سورۃ البقرۃ:44)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو
اور زکوٰۃ ادا کرو
اور جھکنے والوں کے ساتھ
جھک جاؤ

جماعت احمدیہ ڈنڈی، اسکاٹ لینڈ کا عید ملن پروگرام

ارشد محمود خان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل

10 مئی 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد بیت الرحمٰن گلاسگو میں خطبہ جمعہ کے ساتھ اس مسجد کا رسمی افتتاح فرمایا اور اس ایمان افروز خُطبہ میں جماعت اسکاٹ لینڈ کو اُس کی آنے والی عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی، خصوصاً تبلیغ کے میدان میں مُتحرک ہونے پر زور دیا۔

چنانچہ خلافت کی اس آواز کو عملی جامہ پہناتے ہوئے جماعت ڈنڈی اسکاٹ لینڈ نے مورخہ 14 مئی 2022ء کو ہر سال کی طرح مسجد محمود ڈنڈی کے قرب وجوار میں رہنے والوں کیلئے عید ملن پروگرام کا انتظام کیا۔ پروگرام کا دعوت نامہ مقامی سیاستدانوں، طلبہ، اقرباء، پریس کے نمائندگان اور دوسرے مذاہب کے لیڈران کو دیا گیا جس کے نتیجہ میں ایک سو کے قریب مہمان اس پروگرام میں شامل ہوئے جس میں مردخواتین کے علاوہ بچوں کی ایک تعداد بھی شامل تھی۔
قابل ذکر یہ مہمان شامل ہوئے جنھوں نے بعد میں سوشل میڈیا اور ایک اخبار میں اپنی شمولیت کے بارہ میں نیک خواہشات کا اظہار کیا:

Michael Marra, Member of the Scottish Parliament.
Cllr. Fraser MacPherson
Cllr. Craig Duncan.
Cllr. Michael Crichton.
Cllr. Daniel Coleman.
Dave Lord Editor of the.
Evening Telegraph

مہمانوں کی تواضع مشروبات سے کی گئی جس کے بعد باربی کیو کا انتظام تھا جس سے مہمان لطف اندوز ہوئے اور بچے اپنے کھیل کود میں مگن رہے۔ اس کے بعد مسجد محمود ڈنڈی کا دورہ کروایا گیا اور جماعت کے تعارف پر مبنی ایک ویڈیو دکھائی گئی۔ ایک سوال وجواب کا مختصر پروگرام بھی ہوا جس میں مکرم داؤد احمد قریشی صاحب مربی سلسلہ ڈنڈی اور مکرم عبدالغفار عابد صاحب نے مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیئے نیز کھانے کے دوران بھی انفرادی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ بعدازاں جماعت کی کتب ورسائل بھی تقسیم کئے گئے۔ اس موقع پر مکرم رواح الدین عارف خان صاحب مربیء سلسلہ گلاسگو بھی مہمانوں کے ساتھ گھل مل گئے اور جماعت کے فلاحی کاموں اور موجودہ عالمی سیاسی صورتحال اور خلیفہء وقت کی امن کیلئے مساعی کا ذکر کیا۔
اس پروگرام کے میزبان مکرم محمد احسان احمد ریجنل امیر صاحب اسکاٹ لینڈ، مکرم شعیب افضال صاحب صدر جماعت ڈنڈی، مکرم ناصح احمد صاحب سیکٹری تبلیغ ڈنڈی اور ان کی ٹیم کے ممبران تھے جنھوں نے مہمانوں سے قریبی تعلقات پیدا کئے اور سب سے گھل مل گئے۔

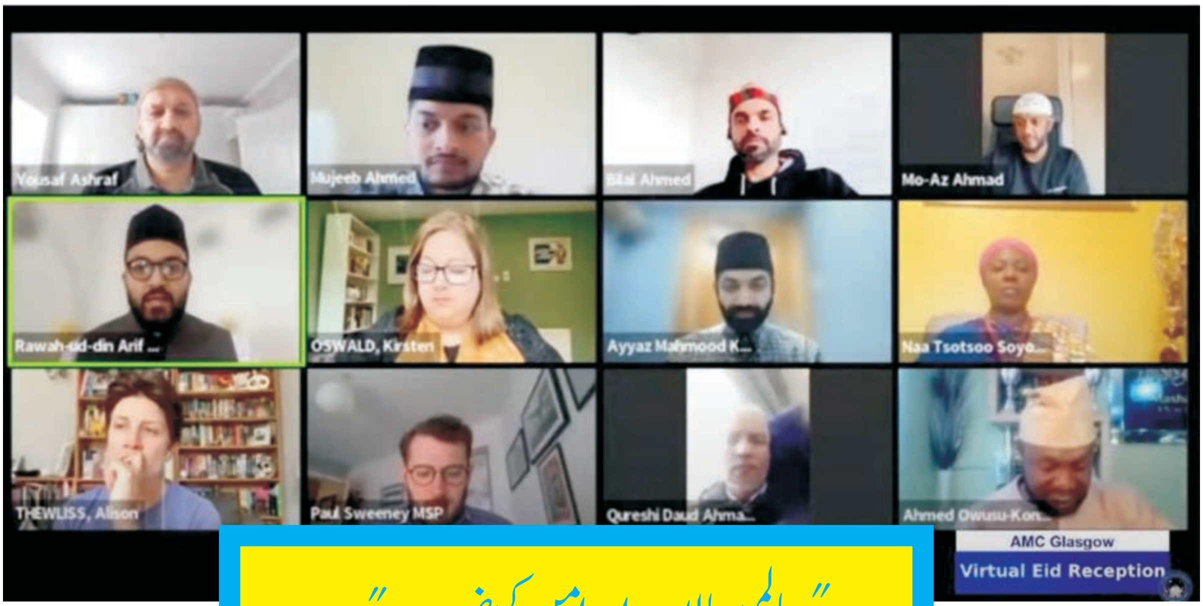

”عالمی حالات اور امن کی ضرورت“

جماعت احمدیہ گلاسگو کا ورچوئل عید ملن پروگرام کا انعقاد

ارشد محمود خان۔نمائندہ الفضل انٹرنیشنل۔اسکاٹ لینڈ

آج کچھ ممالک میں امن وامان جیسے مسائل سے نہایت گھمبیر صورتحال ہے اور غیر مسلم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اسلام اس بارہ میں کیا کہتا ہے۔لہٰذا جماعت گلاسگو کو یہ موقع عید الفطر کے بعد مورخہ 7 مئی 2022ء کو ملا اور آن لائن عید ملن پارٹی کا موضوع ”عالمی حالات اور امن کی ضرورت“ رکھا گیا۔ اس پروگرام کو پیش کرنے کیلئے سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کیا گیا جس سے بہت آگاہی ہوئی۔مقررہ دن کو شام چھ بجے یوٹیوب اور فیس بک کے ذریعے لائیو پروگرام نشر کیا گیا جسے اسکاٹ لینڈ سمیت طول عرض میں 500 کے قریب احباب نے سنا اور پروگرام پر اظہارِ خیال بھی کیا۔ پروگرام کے انتظامات کیلئے مختلف ٹیمیں بنائیں گئیں جنہوں نے اپنے لوکل کونسلرز، ممبر آف اسکاٹش پارلیمینٹ اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والی تنظیموں کو مدعو کیا۔مکرم احمد اووز وکونیڈو صاحب کی سربراہی میں تمام ٹیموں کے ساتھ تیاری کی میٹینگز بھی ہوئیں۔موجودہ کرونا وائرس کی وبا کے نتیجے میں یہ ممکن نہ تھا کہ یہ پروگرام ہماری مسجد میں ہوتا لہٰذا تمام انتظامات آن لائن کیے گئے اور سوشل میڈیا پر لائیو پروگرام کا انعقاد کیا جس میں تمام مقررین نے اپنے اپنے گھروں اور دفاتر سے اس اہم موضوع پر خطاب کیا۔اس ڈیجیٹل پروگرام کو کامیاب کرنے کیلئے ایک ٹیم نے پس پردہ مسلسل کام کیا اور کوئی بھی تکنیکی خرابی کے بغیر اس پروگرام کو بخوبی انجام دیا، الحمدُللہ

پروگرام کی نظامت مکرم احمد اووز وکونیڈو صاحب نے سنبھالی اور اس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ سے ہوا جس کے بعد مکرم رواح الدین عارف خان صاحب مربی سلسلہ گلاسگو نے افتتاحی خطاب کیا جس میں رمضان کے بابرکت مہینہ کے بعد عید کے تہوار کے بارہ میں اسلامی تعلیم کو بیان کیا۔جماعت احمدیہ کے مختصر تعارف اور اس کی سماجی خدمات پر ایک ویڈیو دکھائی گئی۔اس کے بعد درج ذیل مقررین نے خطاب کیا اور پروگرام کے موضوع پر اپنا نقطہ نظر بیان کیا اور جماعت احمدیہ کے امن کے قیام کیلئے کی گئی عملی کوششوں کی تعریف کی گئی:

- Rt. Hon. Kirsten Oswald, MP for East Renfrewshire
- Rt. Hon. Alison Thewliss, MP for Glasgow Central
- Rt. Hon Paul Sweeney, MSP For Glasgow
- HRH Naa Tsotsoo Soyoo Queen Mother of James Town

پروگرام کا اختتامی خطاب مکرم ایاز محمود خان صاحب مربی سلسلہ نے کیا جس میں انہوں نے تفصیل کے ساتھ موجودہ عالمی امن کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے چینی کا ذکر کیا خصوصاً یوکرین روس کا تنازعہ اور عالمی جنگ کے خطرات۔ مربی صاحب نے تفصیلاً بتایا کہ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عالمی طور پر اس مسئلہ کیلئے کیا مساعی فرمارہے ہیں اور اسلام کا موقف دنیا کے حکومتی ایوانوں میں کیسے اجاگر کیا جارہا ہے۔ مربی صاحب نے بتایا کہ ہمارے امام کیسے سالانہ پیس سمپوزیم کا انعقاد کرتے ہیں اور انہوں نے تمام عالمی رہنماؤں کو امن کے قیام کیلئے اور ناانصافی کے خاتمہ کیلئے خطوط بھی لکھے ہیں۔

اس لائیو پروگرام کے درمیان یوٹیوب اور فیس بک پر حاضرین کے سوالات بھی لیے جارہے تھے جس میں اس موضوع پر بہت سے احباب نے سوالات بھجوائے جس کا جواب مربی صاحب نے پیش کیا۔ پروگرام کے بعد بھی سوشل میڈیا میں اہم سیاسی وسماجی شخصیات نے جماعت احمدیہ کے عالمی امن کے قیام کے موقف کی تائید کی جس سے تبلیغ کے شاندار مواقع میسر آئے جہاں ان شخصیات کے ہزاروں فولورز ہیں۔

پروگرام کا اختتام مکرم محمد احسان احمد صاحب ریجنل امیر اسکاٹ لینڈ کے خطاب سے ہوا جس میں آپ نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور افسوس کا اظہار کیا کہ موجودہ حالات میں یہ ممکن نہ تھا کہ مہمانوں کو مسجد مدعو کیا جاتا اور عید کے موقع پر تواضع کی جاتی۔ دعا کے بعد اس کامیاب پروگرام کا اختتام ہوا۔

نماز باجماعت کی اہمیت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

نماز باجماعت اسلام کا ایک نہایت ہی اہم حکم ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے متعلق اسقدر تاکید فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک نابینا شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری آنکھیں نہیں اور راستہ میں لوگ پتھر وغیرہ ڈال دیتے ہیں جن سے مجھے ٹھوکریں لگتی ہیں۔ کیا میں گھر پر نماز پڑھ لیا کروں؟ پُرانے زمانہ میں لوگ دیواروں کے ساتھ ساتھ پتھر رکھ دیا کرتے تھے تاکہ مکان بارش کے پانی سے محفوظ رہیں۔ اور دیواریں خراب نہ ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے اُسے اجازت تو دے دی لیکن پھر فرمایا، کیا تمھارے مکان تک اذان کی آواز آتی ہے؟ اُس نے کہا، یارسول اللہ آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر جس طرح بھی ہو مسجد میں آیا کرو۔ مگر آجکل ان لوگوں کے سامنے جو اذان کی آواز سنکر بھی مسجد میں نہیں آتے کون سے پتھر پڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ یا انہیں کونسی نابینائی لاحق ہوتی ہے کہ وہ مسجدوں میں نماز کے لئے نہیں آتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک اندھے شخص کو بھی جو ٹھوکریں کھا کھا کر گرتا تھا اس بات کی اجازت نہیں دی تھی کہ وہ گھر پر نماز پڑھ لے مگر آجکل لوگ معمولی معمولی عذرات کی بنا پر باجماعت نماز کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ انہیں روحانی نابینائی لاحق ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰)

گلدستہ

تقویٰ اللہ اور اطاعت رسول

گورداسپور میں جبکہ مولوی کرم دین جہلمی کی طرف سے آپ کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ دائر تھا ایک گرمیوں کی رات میں جبکہ سخت گرمی تھی اور آپ اسی روز قادیان سے گورداسپور پہنچے تھے ۔آپ کے لئے کھلی چھت پر پلنگ بچھایا گیا۔اتفاق سے اس مکان کی چھت پر معمولی منڈیر تھی اور کوئی پردہ کی دیوار نہ تھی ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام بستر پر جانے لگے تو یہ دیکھ کر کہ چھت پر کوئی پردہ کی دیوار نہیں ہے، ناراضگی کے لہجہ میں خدام سے فرمایا: ''میرا بستر اس جگہ کیوں بچھایا ہے۔کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے''۔ اور چونکہ اس مکان میں کوئی اور مناسب صحن نہیں تھا آپ نے باوجود شدت گرمی کے کمرہ کے اندر سونا پسند کیا۔مگر اس کی کھلی چھت پر نہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم،صفحہ 595)

مہمان نوازی

منشی ظفر احمد صاحب کی ہی روایت ہے کہ حضرت صاحب اپنے بیٹھنے کی جگہ کبھی کھلے کواڑ نہ بیٹھتے تھے ۔حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب تھوڑی تھوڑی دیر بعد آکر کہتے: ''ابّا کنڈا کھول''، اور حضور اُٹھ کر کھول دیتے ۔میں ایک دفعہ حاضر خدمت ہوا۔حضور بورئے پر بیٹھے ہوئے تھے ۔مجھ کو دیکھ کر آپ نے پلنگ اُٹھایا۔اندر اُٹھا کر لے گئے ۔میں نے کہا حضور میں اُٹھا لیتا ہوں ۔آپ نے فرمایا بھاری زیادہ ہے ۔آپ سے نہیں اُٹھے گا اور فرمایا۔آپ پلنگ پر بیٹھ جائیں ۔مجھے یہاں نیچے آرام معلوم ہوتا ہے۔پہلے میں نے انکار کیا لیکن آپ نے فرمایا بلا تکلف بیٹھ جائیں ۔پھر میں بیٹھ گیا۔مجھے پیاس لگی ہوئی تھی ۔میں نے گھڑوں کی طرف نظر اُٹھائی ۔وہاں کوئی برتن نہ تھا۔آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا آپ کو پیاس لگی ہے ۔میں پانی لاتا ہوں ۔نیچے زنانے سے جا کر گلاس لے آئے ۔پھر فرمایا ذرا ٹھہرئے اور پھر نیچے گئے اور وہاں سے دو بوتلیں شربت کی لے آئے ۔منی پور سے کسی نے بھیجی تھیں ۔بہت لذیذ شربت تھا۔فرمایا ان بوتلوں کو رکھے بہت دن ہو گئے ۔کیونکہ ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلا کر خود پیئیں گے ۔آج مجھے یاد آ گیا۔چنانچہ آپ نے گلاس میں شربت بنا کر مجھے دیا۔میں نے کہا حضور اس میں سے تھوڑا سا آپ پی لیں تو پھر میں پیوں گا۔آپ نے ایک گھونٹ پی کر مجھے دیا اور میں نے پی لیا۔میں نے شربت کی تعریف کی ۔آپ نے فرمایا کہ ایک بوتل آپ لے جائیں اور ایک باہر دوستوں کو پلا دیں ۔آپ نے ان دو بوتلوں میں سے وہی ایک گھونٹ پیا ہوگا۔میں آپ کے حکم کے مطابق بوتلیں لے کر چلا گیا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم روایات ظفر صفحہ 165،166)

حضرت مسیح موعود کی آخری نصیحت۔ مستقل لمحہ فکریہ

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب فرماتے ہیں:
''ایک روز غالباً وفات سے دو دن پہلے حضور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے ہال کمرہ میں نماز ظہر و عصر ادا فرما کر تشریف فرما ہوئے اس وقت حضور کے سامنے پندرہ بیس احباب تھے اور میں بھی حاضر تھا۔ اس وقت حضور نے کچھ باتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔ ان میں سے حضور کے یہ الفاظ مجھے آج تک خود یاد ہیں کہ:
''جماعت احمدیہ کے لئے بہت فکر کا مقام ہے کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی انہیں کافر کافر کہتے ہیں۔ دوسری طرف اگر یہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مومن نہ بنے تو ان کے لئے دوہرا گھاٹا ہے۔''
حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:
''جہاں تک مجھے یاد ہے یہ حضور کی آخری نصیحت تھی جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔'' (الفضل 12 نومبر 1959ء)

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام الدین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی پھٹے پُرانے تھے، حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز مہمان آکر حضور کے قریب بیٹھتے گئے۔ اور ان کی وجہ سے ہر دفعہ میاں نظام الدین کو پرے ہٹنا پڑا۔ حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے جو یہ نظارہ دیکھ رہے تھے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اُٹھا لیں اور میاں نظام الدین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''آؤ میاں نظام الدین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھائیں۔''
یہ فرما کر حضور مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر بیٹھ کر ایک پیالہ میں کھانا کھایا۔ اس وقت میاں نظام الدین خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ اور جو لوگ میاں نظام الدین کو عملاً پرے دھکیل کر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 604)

علم کو قید نہ کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک نائی تھا جسے زخموں کو اچھا کرنے کا ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کا نسخہ معلوم تھا۔ دور دور سے لوگ اس کے پاس علاج کے لئے آتے اور فائدہ اُٹھاتے مگر وہ اتنا بخیل تھا کہ اپنے بیٹے کو بھی مرہم کا نسخہ نہیں بتاتا تھا اور کہتا کہ یہ اتنا بڑا ہنر ہے کہ اس کے جاننے والے دو آدمی ایک وقت میں نہیں ہو سکتے۔ بیٹے نے بہتری منتیں کیں اور کہا مجھے یہ نسخہ آپ بتا دیں مگر وہ یہی جواب دیتا کہ کہ مرتے وقت تمہیں بتاؤں گا۔ اس سے پہلے وہ نہیں بتا سکتا۔ بیٹا کہتا کہ موت کا کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت آ جائے آپ مجھے یہ نسخہ بتا دیں۔ مگر باپ آمادہ نہ ہوتا۔ آخر ایک دفعہ وہ بیمار ہوا اور سخت حالت نازک ہوگئی۔ بیٹا کہنے لگا۔ باپ اب تو مجھے نسخہ بتا دیں مگر وہ جواب دیتا کہ میں مروں گا نہیں اچھا ہو جاؤں گا۔ پھر حالت اور خراب ہوگئی تو بیٹے نے پھر منتیں کیں مگر پھر بھی وہی جواب تھا کہ کیا تو سمجھتا ہے کہ میں مرنے لگا ہوں۔ میں تو ابھی نہیں مرتا۔ غرض اسی طرح وہ جواب دیتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور اس کا بیٹا جاہل کا جاہل ہی رہا۔ یہ چیز ایسی ہے جسے اسلام جائز قرار نہیں دیتا۔ (تفسیر کبیر سورۃ النور صفحہ 282)

غزل

کئی برس سے کلام اپنا جو میں سُنانے لگا ہوا ہوں
کوئی تو غم ہے اِسی بہانے جو میں چُھپانے لگا ہوا ہوں
جہاں جہاں بھی وہ نفرتوں کو رواج دینے کا سوچتے ہیں
وہاں وہاں میں محبتوں کے شجر لگانے لگا ہوا ہوں
گُنہ سمجھتے ہو دل دُکھانا، تو مجھ سے ملنے ضرور آنا
میں ایک فرقہ گلاب لوگوں کا بھی بنانے لگا ہوا ہوں
میں جانتا ہوں کہ ظلمتِ شب اُڑا رہی ہے مذاق میرا
مگر میں دل کے لہو سے جگمگ دیا جلانے لگا ہوا ہوں
ہر ایک چہرے پہ مسکراہٹ مری رضا ہے مری دعا ہے
یہی کمائی ہے عمر بھر کی یہی کمانے لگا ہوا ہوں
مجھے خبر ہے کہ اِس لئے بھی غنیم میرا خفا ہے مجھ سے
میں اُس کے ہاتھوں سے زخم کھا کر بھی مُسکرانے لگا ہوا ہوں
مجھے خبر کیا کہ کس نے کس کے خلاف چھیڑی ہے جنگ یارو
محبتوں کے جو فرض مجھ پر ہیں میں نبھانے لگا ہوا ہوں

(مبارک صدیقی)

غزل

ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں
اے فضل عمر تیرے اوصاف کریمانہ
یاد آ کے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ
ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں پائیں تو کہاں پائیں
سلطان بیاں تیرا انداز خطیبانہ
قدرت نے جو بخشا تھا نور سکون دل
آنکھوں سے ہے اب اوجھل وہ نرگس مستانہ
دشمن بھی پکار اٹھے اسلام کی خاطر ہی
محمود نے دکھلائی جانبازی پروانہ
اسلام کی مشعل کو دنیا میں کیا روشن
پھر تونے اجاگر کی سرگرمیٔ فرزانہ!
ہاں! علم و عمل میں تھا اک پیکر عظمت تو
اسلام کا شیدائی، اللہ کا دیوانہ
تیری ہی دعاؤں نے بخشے ہیں ہمیں ناصؔر
ربوہ کی فضا پر ہے پھر لطف کریمانہ
عابؔد ہے دعا میری اس تیری نشانی کو
حاصل رہے مولیٰ کی ہر نصرت شاہانہ

”اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور جو مصائب یا مشکلات ہوں ان کو کھول کھول کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو۔ کیونکہ یقیناً خدا ہے اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے۔ وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے۔ بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب انکو مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ وکیل، طبیب یا ان لوگوں کی طرف رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ مومن وہ ہے جو سب سے اوّل خدا تعالیٰ کی طرف دوڑے۔“ (ملفوظات- جلد پنجم- صفحہ 96)

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کُشا کے سامنے

اطاعت کی اہمیت و برکات

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنے ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اور جو اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرے گا۔“

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین حدیث نمبر: ۳۴۴۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دعا وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا سکھا کر مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ دعا صرف برائے دعا ہی نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ کر اور یہ کہنے سے علم میں اضافے کا عمل شروع ہو جائے گا۔ بلکہ یہ توجہ ہے کہ ہر وقت علم حاصل کرنے کی تلاش میں رہو، علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی۔ جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آرہے ہیں۔

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ اس کے لئے کوشش اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا۔ سب سے پہلے قرآن کریم اور دینی علم حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کی طرف رجوع کریں، ان پر چل کر ہم دینی علم اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے راستے کھل جاتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ 18 جون 2004ء)

شرائطِ بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے 12 جنوری 1889ء میں ایک اشتہار بعنوان ”تکمیلِ تبلیغ“ شائع فرمایا جس میں وہ دس شرائط بیعت جو جماعت میں مشہور و معلوم ہیں اور اب ہر بیعت فارم پر چھپی ہوئی ہوتی ہیں، تحریر فرمائیں اور وہ یہ ہیں۔

اوّل:

بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:

یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:

یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم:

یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:

یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسُر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:

یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:

یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:

یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:

یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:

یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔